

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

# القول المحتاط في جواز الحيلة والاسقاط

تصنيف

حضرت مولانا اظہار اللہ صاحب ہزاروی  
پھام گلی اُگی (مانسہرہ ہزارہ)



رضا اکیڈمی لاہور

## سلسلہ کتب ۱۹۴

کتاب: ..... القول المختار فی جواز الحلیۃ والاسقاط

الف: ..... حضرت مولانا مفتی غلام جان قادری رضوی ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

..... حضرت مولانا اظہار اللہ صاحب ہزاروی

ایک: ..... حضرت مولانا غلام فرید ہزاروی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

تئید: ..... مولانا محمد منشا تابش قصوری

براؤل: ..... رجب المرجب ۱۴۲۳ھ / ستمبر ۲۰۰۲ء

لج: ..... احمد سجاد آرٹ پریس، لاہور فون: 7357159

اشر: ..... رضا اکیڈمی لاہور

ہیہ: ..... دعائے خیر بحق معاونین رضا اکیڈمی لاہور

نوٹ

بیرون جات کے حضرات بیس روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر

طلب فرمائیں

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ)

محبوب روڈ۔ رضا چوک۔ مسجد رضا۔ چاہ میراں فون: 7650440

لاہور نمبر ۳۹

## فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضامین
7	تقریر فرید
14	پیش لفظ
17	مسلمان کے لیے جاری باعث رحمت ہے
18	عیادت
18	موت کا آنا
18	مسئلہ
19	میت کو غسل دینے کی فضیلت
20	غسل دینے کا طریقہ
20	مسئلہ
21	کفن کا بیان
22	کفن پہنانے کا طریقہ
23	جنازہ لے چلنے کی فضیلت
24	سنت اور کمال سنت
28	نماز جنازہ کی فضیلت
29	نماز جنازہ کی سنتیں
30	نماز جنازہ کا طریقہ



31	مسئلہ
31	مسئلہ
31	مسئلہ
31	قبر و دفن
33	میت کو نفع دینے والی چیزیں
34	صدقہ و خیرات سے مردے خوش ہوتے ہیں
34	صحابہ کرام کا طریقہ
35	جہد کی رات کو صدقہ کرنا
36	ایک سال اور بالخصوص چالیس دنوں تک صدقہ کرنا
37	مسئلہ
38	قبر پر قرآن پڑھنا
38	ہر زمانہ میں مسلمانوں کا یہی طریقہ ہے
39	صحابہ کرام کا طریقہ
39	زیارت قبور
40	مردے زیارت کرنے والے کو جانتے ہیں اور سلام سنتے ہیں
42	اولیاء اللہ کے مزارات پر دعا کرنے کا طریقہ
42	دعا بھی نفع مند ہے
44	دعا زندوں کی طرف سے مردوں کے لئے تحفہ ہے
44	زندوں کی دعا سے میت کے درجات بلند ہوتے ہیں
45	زندوں کی دعا سے مردوں کے گناہ ختم ہوتے ہیں
45	نماز جنازہ سے پہلے دعا

47	صحابہ کرام کا طریقہ
47	دعا بعد نماز جنازہ
49	مسئلہ
50	دعا بعد نماز جنازہ
51	ابن عباس اور ابن عمر سے دعا بعد نماز جنازہ کا ثبوت
52	امام حسن بصری تابعی کا طریقہ
52	علماء دیوبند اور دعا بعد نماز جنازہ
52	فتویٰ علماء اجمیر شریف
53	فتویٰ علماء ریاست ٹونک
53	فتویٰ علماء بنگلہ
53	دفن کے وقت قبر پر اجتماعی دعا
54	نماز جنازہ کے بعد دعا سے میت کی مدد کی جاتی ہے
55	دعا کے لئے اہتمام
55	سومسلمانوں کا نماز جنازہ میں اجتماع کا اہتمام
56	چالیس مسلمانوں کے نماز جنازہ میں اجتماع کا اہتمام
57	دعا بعد نماز جنازہ جواز و احتیاط میں کوئی شک نہیں
60	اسی صورت کی تائید قاعدہ حناف سے ہوتی ہے
62	استفتاء
63	اقسام بدعت
64	مکروہ حکم شرعی ہے اس کے لئے دلیل ضروری ہے



دعویٰ بلا دلیل باطل ہے

رائے حق سے دشمنی مولانا نور شاہ دیوبندی کا فتویٰ

تدویر فدیہ

قرآن پاک فدیہ میں دینا

قرآن کا مال ہونا

علماء کا دیوبند کا فتویٰ

علماء دیوبند کے پیرو مرشد مولانا رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں

قاعدہ

تدویر فدیہ مع القرآن کا فائدہ

تدویر فدیہ کی شرائط

64

64

69

71

72

73

74

76

78

79

۳۵۴

## تقریظ فرید

مولانا غلام فرید ہزاروی، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

مولانا اظہار اللہ صاحب جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے ان فضلاء میں سے ہیں جنہوں نے علوم اسلامیہ کی تکمیل کے ساتھ ساتھ اپنے عالی مرتبت اساتذہ اور بالخصوص مفتی اعظم پاکستان مولانا عبدالقیوم صاحب ہزاروی کی سرپرستی میں تحقیق کی راہ اپنائی۔ مولانا نے اس سے قبل قابل ذکر کتابیں ”درود دعا“ اور ”اظہار الازکار“ تصنیف فرمائیں، جن کو ہر خاص و عام نے سراہا۔

زیر نظر رسالہ حقوق میت بھی ان کی تحقیق کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جس میں مولانا نے بڑی جامعیت کے ساتھ خاص طور پر مسئلہ تدویر فدیہ مع المصحف کو دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے۔

مسئلہ حیلہ خود ساختہ نہیں ہے۔ قرآن و احادیث اور فقہاء کرام سے اس کا ثبوت

ملتا ہے۔

## حیلہ کی تعریف اور اقسام

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

کسی خفیہ طریقہ سے مقصود کے حاصل کرنے کو حیلہ کہتے ہیں۔ علماء کے نزدیک

اس کی کئی اقسام ہیں:

۱۔ اگر جائز طریقہ سے کسی کا حق (خواہ اللہ کا حق ہو جیسے زکوٰۃ یا بندہ کا حق



ہو) باطل کیا جائے یا کسی باطل (مثلاً سود، رشوت اور پگڑی وغیرہ) کو حاصل کیا جائے تو یہ حیلہ حرام ہے۔

۲۔ اگر جائز طریقہ سے کسی حق کو حاصل کیا جائے یا کسی باطل یا ظلم کو دفع کیا جائے تو یہ حیلہ مستحب یا واجب ہے۔

۳۔ اگر جائز طریقہ سے کسی ضرر سے محفوظ رہا جائے تو یہ حیلہ مستحب یا مباح ہے۔

۴۔ اگر جائز طریقہ سے کسی مستحب کو ترک کرنے کا حیلہ کیا جائے تو یہ مکروہ ہے۔

(فتح الباری ج ۱۲ ص ۳۲۶ مطبوع دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ)

## قرآن اور سنت میں حیلہ کا ثبوت

حیلہ کی اصل قرآن مجید کی اس آیت میں ہے:

وخذ ببیدک وضغناً فاضرب به ولا تحنث (ص: ۴۴)

”اور (اے ایوب آپ) اپنے ہاتھ میں تنکوں کی اک جھاڑو لے لیں، پھر اس سے ماریں اور اپنی قسم نہ توڑیں۔“

حضرت ایوب علیہ السلام کسی وجہ سے اپنی بیوی سے ناراض ہو گئے اور یہ قسم کھالی کہ وہ صحت یاب ہونے کے بعد اپنی بیوی کو سو کوڑے ماریں گے۔ صحت یاب ہونے کے بعد ان کو یہ پریشانی ہوئی کہ اگر میں قسم پوری کرتا ہوں تو میری خدمت گزار بیوی کو اذیت پہنچے گی اور اگر نہیں مارتا تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ حیلہ بتایا کہ وہ سو تنکوں کی ایک جھاڑو لے کر ان کو ماریں۔ اس طرح آپ کی قسم بھی پوری ہو جائے گی اور آپ کی بیوی بھی اذیت پہنچنے سے محفوظ رہے گی۔

حیلہ کے جواز کی دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بھائی

ایمان کو اپنے پاس رکھنا چاہتے تھے تو ان کے شاہی کارندے نے شاہی بیٹا نہ بنیامین کے پاس رکھ دیا۔ اور اس ملک کا قانون یہ تھا کہ جس شخص کے پاس سے مال مسروقہ آئے ہو تو یہ طور سے اس شخص کا مالک کے حوالہ کر دیا جاتا تھا۔ سو جب بنیامین کے سامان سے وہ شاہی بیٹا نہ برآمد ہوا تو ان کو حضرت یوسف علیہ السلام کے حوالے کر دیا گیا۔ قرآن مجید میں ہے:

كذلك كدنا ليوسف ما كان لياخذ اخاه في دين الملك الا ان يشاء الله. (يوسف: ۷۶)

”اسی طرح ہم نے یوسف کو تدبیر بتائی وہ اپنے بھائی کو شاہی قانون کی وجہ سے نہیں لے سکتے تھے مگر یہ کہ اللہ چاہے۔“

احادیث میں بھی حیلہ کا ثبوت ہے: امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

انصار میں سے ایک شخص بیمار ہو گیا حتیٰ کہ وہ بہت کمزور ہو گیا اور اس کی کھال ہڈیوں سے چپک گئی۔ اس کے پاس انصار کی ایک باندی آئی جس پر وہ فریقتہ ہو گیا اور ہشاش بشاش ہو گیا اور اس سے جنسی عمل کر لیا۔ پھر جب اس قبیلہ کے لوگ اس کے پاس عیادت کے لئے آئے تو اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے میرے متعلق حکم معلوم کرو کیونکہ میں نے اس باندی سے جماع کر لیا ہے۔ صحابہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اس واقعہ کا ذکر کیا اور کہا کہ ہم نے اس جتنا بیمار شخص اور کوئی نہیں دیکھا۔ اگر ہم اس کو اٹھا کر آپ ﷺ کے پاس لائے تو اس کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی، اس کی ہڈیوں پر کھال لپٹی ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ایک گچھا لے آؤ اور اس پر اس کی ضرب مارو۔

(سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۵۸، مطبوعہ مطبع مجتہدانی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ)

امام ابن ماجہ نے بھی اس حدیث کو حضرت سعد بن عبادہ سے روایت کیا ہے۔ اس میں ہے کہ پتلی پتلی سوشاخوں کا ایک گچھا لے آؤ اور اس پر اس کی ضرب مارو۔



کے ثواب میں کمی نہیں ہوگی۔ (فیض القدر شرح جامع صغیر ج ۵ ص ۳۳۲، مطبوعہ دارالامعرفة بیروت، ۱۳۹۱ھ)

علامہ منادی نے لکھا ہے کہ اس حدیث کو خطیب بغدادی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے، اس کی سند میں بشیر بنی ضعیف راوی ہے۔ اسی اصل پر فقہاء نے حیلہ اسقاط کو جائز کہا ہے۔

## حیلہ اسقاط کی تحقیق

علامہ شرنبلالی لکھتے ہیں:

نماز، روزہ، دیگر کفارات اور جنایات کو میت سے ساقط کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان تمام حقوق مالیہ کا ایک اندازہ کر لیا جائے اور اس کے تہائی مال سے اس رقم کا صدقہ کر دیا جائے بشرطیکہ اس نے وصیت کی ہو۔ اگر اس نے وصیت نہ کی ہو اور کوئی وارث یا کوئی اور شخص اپنی طرف سے بہ طور احسان میت کی طرف سے صدقہ کر دے تو جائز ہے اور اگر اتنی رقم نہ ہو سکی ہو مثلاً کل رقم ایک لاکھ ہے اور وارث کے پاس ہزار روپے ہیں تو سو آدمی بیٹھ جائیں اور وہ ایک شخص کو ہزار روپے میت کا ذمہ ساقط کرنے کی نیت سے دے، وہ دوسرے شخص کو اسی نیت سے ہزار روپے دے حتیٰ کہ جو نانویں واس شخص ہے وہ سو بیس شخص کو اسی نیت سے ہزار روپے دے دے یا وارث اور فقیر ایک دوسرے کو سو بار دیں تو میت کی طرف سے ایک لاکھ روپے کے حقوق ساقط ہو جائیں گے اور ان سو آدمیوں میں سے ہر شخص کو ایک ہزار روپے صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ (مراقی الفلاح ص ۳۶۲-۳۶۱، ملخصاً و موضحاً، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی داوود مصر، ۱۳۵۶ھ)

علامہ محمد حصفانی لکھتے ہیں:

اگر کوئی شخص فوت ہو گیا اور اس کی کئی فوت شدہ نمازیں ہیں تو وہ ان کے کفارہ کی وصیت کرے، اور ہر نماز کے لئے نصف صاع (دو کلو گرام) گندم کا کفارہ دے، اسی طرح وتر اور ہر روزہ کا کفارہ ہے، یہ کفارہ اس کی تہائی مال سے دیا جائے گا۔ اگر اس نے مال نہیں چھوڑا تو اس کا وارث مثلاً نصف صاع گندم (یا اس کی قیمت) قرض لے لے، وہ یہ گندم ایک فقیر کو میت کی طرف سے نماز کے فدیہ میں صدقہ کرے، وہ فقیر دوبارہ اس وارث کو یہ گندم صدقہ کر دے اور اسی طرح بار بار یہ دور کرتے رہیں، حتیٰ کہ میت کی تمام نمازوں اور روزوں کا فدیہ ادا ہو جائے۔ (درمختار ج ۱ ص ۴۹۲، علی ہاشم ردالمحتار، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۰۷ھ)

علامہ شامی لکھتے ہیں:

اگر یہ ہے کہ میت کی نمازوں کا اندازہ کر کے اس کے حساب سے قرض لے، مرد پر بارہ سال اور عورت پر نو سال کی عمر میں نماز فرض ہو جاتی ہے تو ان کی عمر کی قضا نمازوں کا اندازہ کرے اور چھ ماہ یا ایک سال کی نمازوں کے فدیہ کی رقم ادھار لے، پھر وہ رقم فقیر کو صدقہ کرے اور فقیر پھر وارث کو یہ رقم صدقہ کر دے یا کسی اور فقیر کو صدقہ کر دے (اور اگر ایک سال کے فدیہ کی رقم قرض لی تھی اور نمازیں دس سال کی ہیں تو وارث اور فقیر ایک دوسرے کو دس بار دیں یا دس فقیروں میں اس رقم کو بار بار دیں اور بعد میں یہ رقم قرض خواہ کو واپس کر دیں)۔ اسی طرح میت کے روزوں اور دس کے دوسرے مالی حقوق کی طرف سے بھی فدیہ دیا جائے۔ (ردالمحتار ج ۱ ص ۹۴۳-۹۴۲، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۰۷ھ)

ہمارے دیہاتوں میں یہ رواج ہے کہ میت کی فوت شدہ نمازوں اور دیگر حقوق مالیہ کا حساب کئے بغیر چند آدمی بیٹھ کر ایک قرآن شریف اور چند روپوں کا آپس میں دور کرتے ہیں، اس سے تمام نمازوں اور دیگر مالی حقوق کا فدیہ ادا نہیں ہوتا بلکہ قرآن شریف کی قیمت اور دوسرے روپوں کا جتنی بار دور کیا جاتا ہے، اس کے حساب سے فقط اتنی نمازوں کا فدیہ ادا ہو جائے گا۔



## پیش لفظ

جس طرح ہم پر حقوق اللہ ہیں اسی طرح حقوق العباد (بندوں کے حقوق) بھی ہیں۔ حقوق العباد میں جس طرح صلہ رحمی، امر بالمعروف و نہی عن المنکر وغیرہ حالت حیات میں ہے اسی طرح بعد الموت بھی حقوق ہیں اور انہی حقوق میں ہم آج کل سستی سے کام لے رہے ہیں۔ بالخصوص صوبہ پنجاب میں لوگ میت کے حقوق کے متعلق لاپرواہی کر رہے ہیں۔

کراہیہ کے لوگوں سے غسل، کفن، دفن اور کھدائی لحد کا کام کرواتے ہیں، خود اس میں شریک نہیں ہوتے۔

میں نے ضروری جاننا کہ جنازہ کے اہم اور ضروری مسائل فائدہ عامہ کے لئے مختصر انداز میں زیر قلم کروں۔

اور آخر میں مسئلہ حیلہ استقاط پر مدلل بحث ہے۔

﴿اظہار اللہ﴾

دارالعلوم عربیہ پھام گلی اوگی مانسہرہ

الحمد لك يا من وحده والصلوة والسلام عليك يا من لا نبی

”یہ ایک اٹل فیصلہ ہے کہ ایک دن موت آئی ہے۔“

جب اس دنیا سے جانا ہی ہے تو وہاں کی تیاری کرنی چاہئے، جمال ہمیشہ رہنا حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے فرمایا: دنیا میں ایسے رہو جیسے راہ ہن انسان۔ تو مسافر جس طرح ایک اجنبی شخص ہوتا ہے اور راہ گیر راستہ کے کھیل لاشوں میں نہیں لگتا کہ راہ کھوٹی ہوگی اور منزل مقصود تک پہنچنے میں ناکامی ہوگی اسی طرح مسلمان کو چاہیے کہ دنیا میں نہ پھنسے اور نہ ایسے تعلقات پیدا کرے کہ مقصود اصلی کے حاصل کرنے میں رکاوٹ بنے بلکہ اپنی مزید عمر کے بارے میں سوچیں کہ ہماری یہ عمر اطاعت میں بسر ہو رہی ہے یا نافرمانی میں۔ انسان کے تمام دنیاوی اور اخروی زندگی کا دار و مدار صرف 25 سالہ عمر پر ہے جس طرح حضور ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:

عن انس قال قال رسول الله ﷺ ما من عبد يعمر في الاسلام اربعين سنة الا صرف الله عنه ثلاثه انواع من البلاء الجنون والجذام والبرص فاذا بلغ الخمسين لين الله عليه الحساب فاذا بلغ الستين رزقه الله الانابة اليه بما يحب فاذا بلغ السبعين احبه الله واحبه اهل السماء فاذا بلغ الثمانين قبل الله حسناته وتجاوز عن سيئاته فاذا بلغ التسعين غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما تأخر وسمى اسير الله في ارضه۔

”حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر وہ انسان جو اسلام میں چالیس سال تک پہنچے تو اللہ تعالیٰ اسے تین قسم کی بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ (۱) جنون۔ (۲) جذام۔ (۳) برص۔ اور جب پچاس سال کا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ



اس کے حساب کتاب میں نرمی فرمادیتا ہے اور جب سا سال کا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی طرف رجوع کی توفیق عطا فرمادیتا ہے اور جب ستر سال کا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اور آسمان والے اس سے محبت کر رہے ہیں اور جب اسی سال کا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی لکھنوں کو قبول فرماتا ہے اور برائیوں سے تجاوز کرتا ہے اور جب نوے سال کا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کا نام اللہ کا قیدی رکھ دیا جاتا ہے۔ "اُس حدیث سے معلوم ہو گیا ہے انسان کی اخروی زندگی کا دار و مدار صرف 25 سالہ یعنی پندرہ سال سے چالیس سال تک کی عمر پر ہے کیونکہ ابتدائی پندرہ سال میں انسان مرفوع القلم ہوتا ہے۔

### مسلمان کے لئے بیماری باعث رحمت ہے

حضور ﷺ فرما ہیں: بندہ کے لئے جو مرتبہ علم الہی میں مقرر ہوتا ہے اور وہ اعمال کے سبب اس مرتبہ کو نہ پہنچا ہو تو اسے اللہ تعالیٰ بدن یا مال یا اولاد میں مبتلا فرمادیتا ہے۔ پھر اسے صبر عطا فرمادیتا ہے یہاں تک کہ اسے اللہ تعالیٰ اس مرتبہ کو پہنچا دیتا ہے۔ (ابوداؤد شریف)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ مومن عبادت کے اچھے طریقہ پر ہو پھر بیمار ہو جائے تو جو فرشتہ اس پر مقرر ہے اسے کہا جاتا ہے کہ اس کے لئے ایسے ہی اعمال لکھ جو وہ صحت میں کیا کرتا تھا یہاں تک کہ میں اسے مرض سے محبت دوں یا اسے موت دے دوں۔ (کنز العمال)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ حضرت ام سائبہؓ کے پاس تشریف لائے، فرمایا مجھے کیا ہوا کانپ رہی ہے، عرض کی بخار ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا خدا اس میں برکت نہ کرے اور فرمایا "بخار کو برامت کہو، بخار انسان کو گناہوں سے

برا کر دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے میل کو دور کرتی ہے۔" (مسلم شریف)

### عیادت

حضور ﷺ فرماتے ہیں ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چند حقوق

(ان میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں)

(۱) سلام کا جواب دینا۔ (۲) مریض کی عیادت کرنا۔

(۳) جنازہ کے ساتھ جانا۔ (۴) دعوت قبول کر لینا۔

(بخاری شریف)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدنی ﷺ نے فرمایا "جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کے لئے صبح کو جائے نو شام تک اس کے لئے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں۔"

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "جو شخص اچھی طرح وضو کر کے بغرض ثواب کسی مسلمان کی عیادت کرے تو اسے جہنم آگ سے کی برکت کی راہ دور رکھا جائے گا۔" (ابوداؤد شریف)

حضور ﷺ کی عادت کریمہ یہ تھی کہ جب کسی مریض کے پاس جاتے تو فرماتے لا باس طہور انشاء اللہ۔ یعنی کوئی حرج کی بات نہیں ہے انشاء اللہ یہ مرض گناہوں سے پاک کرنے والا ہے۔



## غسل دینے کا طریقہ

جس ٹیٹ پر نہلانے کا ارادہ ہے اس کو تین بار دھونی دیں یعنی جس چیز میں وہ خوشبو سلگتی ہے اسے تختہ کے ارد گرد پھرائیں پھر اس پر میت کو لٹا دیں اس طرح لٹائیں جیسے قبر میں رکھتے ہیں۔

پھر ناف سے گھٹنوں تک کسی کپڑے سے چھپا دیں پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجاء کرائے، پھر نماز سادہ وضو کرائے مگر میت کے وضو میں پہلے کلائیوں تک ہاتھوں کا دھونا، کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے۔ پھر سر اور داڑھی کو پاک اسلامی کا رخانہ کے بنے ہوئے صابون سے دھوئے پھر میت کو بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک پانی بہا کر غسل دیا جائے پھر دائیں کروٹ پر لٹا کر یوں ہی کریں پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ پر ہاتھ پھیریں اگر کچھ نکلے دھو ڈالیں۔ وضو اور غسل کا اعادہ نہ کریں پھر سر تاپاؤں پانی کو بہائیں اور پھر کسی پاک کپڑے سے آہستہ سے پونچھ دیں۔

## مسئلہ

نہلانے والا معتمد شخص ہو کہ جو سنت طریقہ سے غسل دے جو اچھی بات دیکھے مثلاً چہرہ چمک اٹھایا میت کے بدن سے خوشبو آئی تو لوگوں کے سامنے بیان کرے اور اگر کوئی برائی دیکھے تو چھپائے مثلاً رنگ سیاہ ہو گیا۔ ہاں اگر بدن مذہب مر گیا اور اس کا رنگ سیاہ ہو لیا شکل مسخ ہوئی تو لوگوں کے سامنے بیان کرے تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں۔

عورت، عورت کو غسل دے اور مرد، مرد کو۔ عورت اپنے شوہر کو غسل

دے سکتی ہے جب کہ موت سے پہلے کوئی ایسا امر نہ ہو جس سے وہ نکاح سے نکل جائے اور اگر عورت مر جائے تو شوہر غسل نہیں دے سکتا۔

عورت مر جائے اور وہاں کوئی عورت نہیں تو یتیم کر لیا جائے اگر مرد محرم ہے تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر غسل کرائے۔

## کفن کا بیان

حضرت ابو داؤد سے روایت ہے:

ان احسن ما زرتہ به اللہ فی قبور کم و مساجد کم البیاض۔

”بہترین لباس جس میں تم اپنی قبروں میں اور مسجدوں میں اللہ کی زیارت کرتے ہو وہ سفید لباس ہے۔“

حضرت جابر سے روایت ہے:

احسنوا کفن موتاکم فانہم یتباہون و یتزاورون فی قبورہم۔

”اپنے مردوں کو بہترین کفن پہناؤ کیونکہ مردے بہترین لباس میں ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں۔“

حضرت ابن عمر سے روایت ہے:

من کفن میتاً کان لہ بكل شعرة منہ حسناً۔

”جن نے میت کو کفن دیا اس کے لئے میت کے ہر بال کے بدلے نیکی ہو گی۔“

میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے، کفن کے تین درجے ہیں۔

(۱) ضرورت (۲) کفایت (۳) سنت

مرد کے لئے سنت تین کپڑے ہیں۔



(۱) لفافہ	(۲) آزار	(۳) قمیص
عورت کے لئے پانچ کپڑے ہیں۔		
(۱) لفافہ	(۲) آزار	(۳) قمیص
(۴) دوپٹہ	(۵) سینہ بند	

کفن کفایت مرد کے لئے دو کپڑے ہیں۔ لفافہ اور آزار اور کفن ضرورت جو بھی میسر ہو۔

کفن کفایت عورت کے لئے تین کپڑے ہیں لفافہ، آزار اور دوپٹہ اور ضرورت جو بھی میسر ہو۔

لفافہ یعنی بڑی چادر اس کی مقدار یہ ہے کہ میت کے قد سے اس قدر زیادہ ہو کہ دونوں طرف باندھ سکیں اور آزار یعنی تہبند چوٹی سے قدم تک۔ اور قمیص جس کو کفنی کہتے ہیں گردن سے گھٹنوں تک۔ قمیص میں آستینیں نہیں ہوتیں۔ عورت اور مرد کے قمیص میں فرق ہے کہ مرد کی کو قمیص کندھے کی طرف چیرا جائے اور عورت کی سینہ کی طرف چیرا جائے۔

### کفن پہنانے کا طریقہ

کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد بدن کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ لیں کہ کفن تر نہ ہو اور کفن کو ایک یا تین بار دھونی دے پھر کفن یوں پچھائیں کہ پہلے بڑی چادر یعنی لفافہ پچھائیں پھر تہبند پھر قمیص پھر میت کو اس پر لٹائیں اور کفنی یعنی قمیص پہنائیں۔ دائرہ اور تمام بدن پر خوشبو ملیں اور مواضع جود یعنی پیشانی، ناک، ہاتھ، گھٹنے اور قدموں پر کافور لگائیں پھر آزار تہبند لپیٹ لیں پہلے بائیں جانب سے پھر دائیں جانب سے پھر لفافہ بائیں جانب سے پھر دائیں جانب سے تا

کہ دائیں جانب اوپر رہے۔

عورت کو کفنی پہنانے کے بعد اس کے بال کے دو حصے کر کے قمیص کے اوپر سینہ پر ڈال دیں اور دوپٹہ نصف پشت کے نیچے سے چھاکر سر پر لاکر منہ پر مثل نقاب ڈال دیں کہ سینہ پر رہے پھر سب کے اوپر سینہ بند بالائے پستان سے ران تک لاکر باندھیں۔

### جنازہ لے چلنے کی فضیلت

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے:

”کہ مومن کو مرنے کے بعد پہلا اجر یہ دیا جاتا ہے کہ ان تمام لوگوں کی مغفرت ہو جاتی ہے جو جنازہ کے ساتھ ہوں۔“

حضرت انسؓ سے روایت ہے:

”من حمل جوانب السریر الاربع کفر اللہ عنہ اربعین کبیرہ۔“  
”جس نے جنازہ کے چاروں پایوں کو کندھا دیا اللہ تعالیٰ اس کے چالیس کبیرہ گناہوں کو معاف فرمادے گا۔“

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے:

”من خرج مع جنازة من بیتها و صلی علیہا ثم تبعها حتی تدفن کان له قبرا طان۔“

”جو بھی اپنے گھر سے جنازہ کے ساتھ نکلے اور نماز جنازہ پڑھی اور پھر ساتھ رہا یہاں تک کہ دفن کر لیا تو اس کے لئے دو قبرا ہیں۔ ایک قبرا احد کی طرح ہے یعنی اسے اتنا ثواب ملے گا جتنا احد پہاڑ ہے۔“



## سنت اور کمال سنت

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ثم ان فی حمل الجنازة شیئین نفس السنة وکما لهما اما نفس السنة فهی ان تأخذ بقوائمها الاربع علی طریق التعاقب بان تحصل من کل جانب عشر خطوات وهذا یتحقق فی حق الجمع واما کمال السنة فلا یتحقق الا فی واحد وهو ان یبداء الحامل بحمل یمین مقدم الجنازة فیحمله علی عاتقه الایمن ثم المؤخر الایمن علی عاتقه الایمن ثم المقدم الایسر علی عاتقه الایسر ثم المؤخر الایسر علی عاتقه الایسر۔  
(فتاویٰ عالمگیری)

جنازہ اٹھانے میں دو چیزیں سنت ہیں۔ نفس سنت اور کمال سنت۔

نفس سنت یہ ہے کہ جنازہ کے چاروں پایوں کو یکے بعد دیگرے دس دس قدم کندھا دے کر چلے یہ صورت سب لوگوں کے حق میں متفق ہو جاتی ہے۔ اور کمال سنت صرف ایک آدمی کے حق میں مستحق ہوتی ہے۔ وہ صورت یوں ہوگی کہ جنازہ اٹھانے والا سب سے پہلے اپنے دائیں کندھے پر سرہانے کے دائیں طرف کو اٹھائے، پھر دائیں پاؤں والی طرف کو دائیں کندھے پر اٹھائے، پھر بائیں سرہانے اور پاؤں کو اپنے بائیں کندھے پر دس دس قدم لے کر چلے۔

فتاویٰ عالمگیری کی مذکورہ بالا صورت کی روشنی میں مروجہ قدم شماری کامل سنت ہے۔

مستحب یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دے اور ہر بار دس دس قدم چلے اور طریقہ یہ ہے

کہ پہلے دائیں سرہانے کو کندھا دے پھر دائیں پائنتی کو پھر بائیں

سرہانے پھر بائیں پائنتی دس دس قدم لے چلیں تو کل چالیس قدم ہو جائیں گے۔ چھوٹے بچے کو اگر ایک شخص ہاتھ پر اٹھا کر لے چلے تو حرج نہیں۔ جنازہ کو معتدل تیزی سے لے جائیں مگر اس طرح نہیں کہ میت کو جھٹکا لگے اور ساتھ جانے والوں کے لئے افضل یہ ہے کہ جنازے کے پیچھے چلیں دائیں بائیں نہ چلیں اور اگر کوئی آگے چلے تو چاہیے کہ اتنا دور رہے کہ ساتھیوں میں شمار نہ کیا جائے۔ جنازہ جب تک رکھا نہ جائے تو بیٹھنا مکروہ ہے۔ جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کو چاہیے کہ خاموش رہیں صرف فکر آخرت میں رہیں۔ اگر لوگ دنیاوی باتوں میں مشغول ہوں تو اس سے ذکر با آواز بلند بہتر ہے۔



## صفوف کا اہتمام

حضرت مالک ابن ہبیرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔  
 ما من مسلم يموت فيصلى عليه ثلاثة صفوف من المسلمين  
 الا وجب (مشکوٰۃ)  
 ”کوئی بھی مسلمان وفات پا جائے اور اس کی نماز جنازہ میں مسلمانوں کی تین  
 صفیں ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیتا ہے۔“

## مالک بن ہبیرہؓ کا طریقہ

کان مالک بن ہبیرہؓ اذا صلى على جنازة فتنال الناس عليها  
 جزأهم ثلاثة اجزاء.  
 ”حضرت مالک بن ہبیرہؓ کا طریقہ کاریہ تھا کہ جب نماز جنازہ کا ارادہ فرماتے  
 اور لوگ نماز جنازہ میں کم ہوتے تو آپ ان کی تین صفیں بناتے۔  
 امام طبری فرماتے:

ينبغي لاهل الميت اذا لم يحشوا عليه التغير ان ينتظروا به  
 اجتماع قوم حتى يقوم منهم ثلاثة صفوف. (یعنی شرح بخاری)  
 ”اگر میت کے خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو میت کے وارثوں کے لئے مناسب  
 ہے کہ وہ اتنے لوگوں کے اجتماع کا انتظار کریں کہ ان سے تین صفیں بن جائیں۔  
 فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”اگر بالفرض سات آدمی ہوں تو پھر جی تین صفیں بنی جائیں۔ ایک امامت  
 والے پہلی صف میں تین، دوسری میں دو اور تیسری میں ایک آدمی کھڑا ہو جائے۔“

مسئلہ:

جنازہ میں سب سے پچھلی صف افضل ہے۔ جس طرح نماز میں اگلی صف افضل ہے۔

مسئلہ:

صفیں میزھی نہ ہوں بلکہ سیدھی ہوں۔ جس طرح نماز کی صفیں خط مستوی پر ہوتی  
 ہیں۔ صف کے معنی امام راغب اصفہانی بیان کرتے ہیں کہ صف کے اصل معنی کسی چیز کو خط  
 مستوی پر کھڑا کرنے کے ہیں، جیسے انسانوں کو ایک صف میں کھڑا کرنا۔ (مفردات  
 القرآن)

فتاویٰ دارالعلوم ج ۵ صفحہ ۳۷۰ میں ہے۔ کہ نماز جنازہ میں اس طرح صفیں  
 بنائیں چاہئیں جس طرح نماز میں۔



## نماز جنازہ کی فضیلت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

أَوَّلُ تُحَفِّةِ الْمُؤْمِنِ أَنْ يَغْفَرَ لِمَنْ صَلَّى عَلَيْهِ.

(کنز العمال)

”مومن کا قبر میں پہلا تحفہ یہ ہے کہ ان لوگوں کی بخشش ہو جاتی ہے جنہوں نے اس میت کی نماز جنازہ پڑھی ہو۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ مِائَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ غُفِرَ لَهُ.

(کنز العمال)

”ہر وہ میت جس کی نماز میں سو مسلمان شریک ہوں تو اس میت کی مغفرت ہو جاتی ہے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

ما من مسلم يصوم فيقوم على جنازته اربعون رجلاً لا يشركون بالله شيئاً الا شفعوا فيه۔

”جو بھی مسلمان وفات پا جائے اور اس کی نماز جنازہ میں چالیس مسلمان شریک ہوں تو ان چالیس مسلمانوں کی سفارش اللہ تعالیٰ قبول فرمالیتا ہے۔“

نماز جنازہ کے ارکان دو ہیں

(۱) قیام (۲) تکبیرات اربعہ

نماز جنازہ کی شرائط چھ ہیں

(۱) میت کا مسلمان ہونا۔ (۲) میت کا پاک ہونا

(۳) میت کا آگے ہونا۔ (۴) مکمل میت یا سر سمیت بدن کا نصف

حصہ یا اکثر کا موجود ہونا۔ (۵) نماز پڑھنے والے کا بلا عذر سوار نہ ہونا۔

(۶) میت کی چارپائی کا زمین پر ہونا۔

(نوٹ) غائبانہ نماز جنازہ مذہب حنفیہ میں ناجائز ہے۔

## نماز جنازہ کی سنتیں

نماز جنازہ میں چار سنتیں ہیں:

۱: امام کا میت کے سینے کے سامنے کھڑا ہونا، میت خواہ مرد ہو یا

مورت۔

۲: پہلی تکبیر کے بعد ٹھٹھا پڑھنا۔

۳: دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھنا۔

۴: تیسری تکبیر کے بعد دعا مانگنا۔



## نماز جنازہ کا طریقہ

نیت کر کے کانوں تک دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے حسب دستور باندھ لے اور ثناء پڑھے یعنی **سبحانک اللہم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جددک وجل ثناءک ولا الہ غیرک**۔ پھر ہاتھ اٹھائے بغیر اللہ اکبر کے اور درود شریف پڑھے پھر اللہ اکبر کہہ کر اسے پھینک دے، میت کے لئے اور تمام مؤمنین کے لئے دعا کرے پھر اللہ اکبر کہہ کر سلام پھیرے۔

تیسری تکبیر کے بعد بالغ مرد اور عورت کے لئے مندرجہ ذیل دعا پڑھے:

اللہم اغفر لحینا ومیتنا وشاہدنا وغائبنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثانا اللہم من احییتہ منا فاحیہ علیہ السلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان۔

ترجمہ: "اے اللہ تو بخش دے ہمارے زندہ اور مردہ ہمارے حاضر و غائب، ہمارے چھوٹے اور بڑے مرد اور عورت کو۔ اے اللہ ہم میں سے تو جس کو زندہ رکھے اسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے تو جس کو وفات دے اسے ایمان پر وفات دے۔"

میت اگر نابالغ یا مجنون ہو تو تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھے:

اللہم اجعلہ لنا فرطاً واجعلہ لنا اجرّاً وزخراً اجعلہ لنا شافعاً ومشفعاً۔

ترجمہ: "اے اللہ تو اسے ہمارے پیش رو کر اور اس کو ہمارے لئے ذخیرہ کر اور ہمارے لئے شفاعت کرنے والا اور مقبول الشفاعت کر دے۔"

اور اگر میت لڑکی ہو تو اجعلہ کی جگہ اجعلہا اور شافعاً و مشفعاً کی جگہ شافعة و مشفعة پڑھے۔

## مسئلہ

مجنون سے مراد وہ مجنون ہے جس کو جنون بلوغ سے پہلے ہو جنون عارضی نہ ہو اگر جنون عارضی ہو تو مغفرت والی دعا پڑھی جائے گی جو بالغوں کے لئے پڑھی جاتی

## مسئلہ

اگر کوئی دیر سے آیا اور اس سے کچھ تکبیریں فوت ہوئیں تو امام کے تکبیر کا اظہار کرے اور شامل ہو، امام کے فراغت کے بعد اپنی فوت شدہ تکبیروں کو پورا کرے۔ جب تک میت کی چارپائی پڑی ہو۔

اگر کوئی شخص موجود تھا لیکن غفلت کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے تکبیر تحریمہ کے وقت امام کے ساتھ اللہ اکبر نہ کہہ سکا تو ایسا شخص تکبیر کا انتظار نہ کرے بلکہ فوراً شامل ہو جائے۔

## مسئلہ

کئی جنازے جمع ہوں تو ایک ساتھ سب کی نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں کہ ایک ہی نماز میں سب کی نیت کر لیں لیکن افضل یہ ہے کہ سب کی علیحدہ علیحدہ پڑھ لیں۔

## قبر و دفن

میت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے اور یہ جائز نہیں کہ میت کو زمین پر رکھ کر چاروں طرف سے دیواریں قائم کر کے بند کر دیں البتہ جہاں قبر کھودنا ممکن نہ ہو۔ قبر کی لمبائی میت کے قد کے برابر ہو اور چوڑائی آدھے قد کے برابر ہو اور گرائی کم از کم



نصف قد اور متوسط سینہ تک اور بہتر قد کے برابر۔

قبر میں اتارنے والے نیک، قوی اور آمین ہوں تاکہ اگر کوئی غیر مناسب بات دیکھیں تو لوگوں پر ظاہر نہ کریں۔

مستحب یہ ہے کہ قبلہ کی طرف سے قبر میں اتارا جائے اور قبر میں اتارتے وقت یہ دعا پڑھیں:

بسم الله و بالله و على ملة رسول الله۔

میت کو دابنے کروٹ پر لائیں اور اس کا منہ قبلہ کو کریں قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی بندش کھول دیں، تختہ لگانے کے بعد مٹی دی جائے۔

مستحب یہ ہے کہ سر ہانے کی طرف سے دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالیں پہلی بار کہیں منہا خلقنکم اسی سے ہم نے تم کو پیدا کیا، دوسری بار کہیں وفيہا نعیدکم اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے، تیسری بار کہیں ومنہا نخرجکم تارة اخرى اور اس سے تم کو دوبارہ نکالیں گے۔

عورت کا جنازہ اتارنے والے محارم ہوں، یہ نہ ہوں تو دیگر رشتہ دار اگر رشتہ دار نہ ہوں تو پرہیزگار اجنبی کے اتارنے میں کوئی حرج نہیں۔ عورت کے دفنانے وقت قبر کو تختہ لگانے تک کپڑے وغیرہ سے چھپائے رکھیں۔

قبر سے جتنی مٹی نکلی اسی مٹی کو ڈالیں، زیادہ نہ ڈالیں اور قبر کو اس طرف بنائیں جیسے اونٹ کا کوبان ہوتا ہے۔

مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر پر سورہ ہقرہ کا اول و آخر پڑھیں، سر ہا۔ کی طرف سے الم سے مفلحون تک اور پاؤں کی طرف امن الرسول سے ختم سورہ ہو۔ تک۔

دفن کے بعد قبر کے پاس اتنی دیر تک ٹھہرنا مستحب ہے جتنی دیر میں اونٹ کے گوشت تقسیم کر دیا جائے تاکہ میت کو اس حاصل ہو اور نکیرین کا جواب اس میں وحشت نہ ہو اتنی دیر تک تلاوت قرآن اور میت کے لئے دعا و استغفار کریں۔

## میت کو نفع دینے والی چیزیں

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے:

قال رسول الله ﷺ ان مما يلحق المؤمن من حسناته بعد موته علما نشره او ولدا صالحا تركه او مصحفا ورثه او مسجدا بناه او بيتا لابن السبل بناه او نهرا اجراه او صدقة اخرجها من ماله في صحته بعد موته۔  
”حضور ﷺ فرماتے ہیں مؤمن کو اس کی موت کے بعد نیکیوں میں سے جن جن نیکیوں کا ثواب ملتا ہے (وہ مندرجہ ذیل ہیں):

- ۱: عالم جس نے علم پھیلا دیا۔
- ۲: نیک اولاد جو والدین کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔
- ۳: میت نے وراثت میں قرآن چھوڑا۔
- ۴: کسی نے مسجد بنائی ہو۔
- ۵: مسافروں کے لئے مسافر خانہ بنایا ہو۔
- ۶: نہر جاری کی ہو۔
- ۷: صدقہ جو میت نے حالت حیات اور صحت میں اپنے مال سے نکالا

مرنے کے بعد میت کو ان اعمال کا ثواب پہنچے گا۔ صدقہ سے قبر کی گرماش



ختم ہوتی ہے۔

حضرت عقبہ ابن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

ان الصدقة لتطفي عن اهلها حر القبور۔

”بے شک صدقہ اہل قبور سے قبر کی گرمائش ختم کرتا ہے۔“

## صدقہ و خیرات سے مردے خوش ہوتے ہیں

عن انس سمعت رسول الله ﷺ يقول ما من اهل ميت يموت منهم ميت فيتصدقون عنه بعد موته الا اهدا هاله جبريل على طبق من نور ثم يقف على شفير القبر فيقول يا صاحب القبر العميق هذه هدية اهداها اليك اهلك فاقبلها فيفرح بها ويستبشر ويحزن جيرانه الذين لا يهدى اليهم شيء۔

”حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے سنا اگر کوئی مر جائے اور اس کے ورثاء اس کے لئے صدقہ اور خیرات کریں تو جبرائیل اس صدقہ کو نورانی طبق میں لے کر قبر کے کنارہ پر کھڑے ہو کر آواز دیتے ہیں کہ اے گھر سے قبر والے یہ صدقہ جو تیرے اہل نے بھیجا ہے قبول کر تو یہ صدقہ لے کر قبر میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور یہ مردہ خوش ہو جاتا ہے اور اس مردے کے وہ پڑوسی جس کی طرف صدیہ نہیں بھیجا گیا وہ غمگین ہو جاتا ہے۔“

## صحابہ کرامؓ کا طریقہ

صحابہ کرامؓ سات دنوں تک میت کی روح کو ایصالِ ثواب کے لئے صدقہ کیا

کے لئے پناہِ جاوی اور دیگر کتب میں ہے:

عن طاؤس قال ان الموتى يفتنون في قبورهم سبعا فكانوا يسمعون ان يطعم عنهم تلك الايام۔

”حضرت طاؤسؓ سے روایت ہے کہ مردے قبروں میں سات دنوں تک الہام میں ہوتے ہیں۔“ اس لئے صحابہ کرامؓ سات دنوں تک میت کے ایصالِ ثواب کے لئے کھانا کھلانے کو پسند کیا کرتے تھے۔

## جمعہ کی رات کو صدقہ کرنا

میت کے ایصالِ ثواب کے لئے ہر وقت صدقہ دینا جائز ہے لیکن جمعہ کی رات کو اس لئے صدقہ دیا جاتا ہے کہ میت کی روح کھر کو آتی ہے جس طرح اشعة اللامعات کنز العباد اور احیاء العلوم میں ہے:

قال رسول الله ﷺ ان ارواح المؤمنين كل ليلة الجمعة ويومها يقولون بغضا بيوتهم ثم ينادي كل واحد منهم بصورت حزين يا اهلبي ويا اولادي ويا اقرباني رحمكم الله تعالى اعطفوا علينا بالصدقة والدعاء واذكرونا ولا تنسونا وارحمونا في غربتنا تنادي كل واحد منهم باكيا حزينا حتى يحطب الحطيب يوم الجمعة فيرجعون۔

”حضور ﷺ نے فرمایا ہے شک مؤمنین کی روحیں جمعہ کے دن اور رات کو گھروں کے صحنوں میں کھڑے ہو کر غمگین آواز کے ساتھ ندا کرتی ہیں کہ اے میری اہل اولاد اور رشتہ دارو اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے، ہم پر صدقہ اور دعا کے ساتھ مہربانی کرو، ہمیں یاد کرو اور ہمیں مت بھولو۔ ہم پر ہمارے دلیں میں رحم کرو۔ ہر ایک روح جمعہ کے دن خطیب کے خطبہ دینے وقت تک رو کر اور غم زدہ حالت میں ندا کرتی ہیں



پھر واپس لوٹ جاتی ہیں۔“

کنز العباد میں ابن عباس سے روایت ہے :

کہ مؤمنین کی ارواح ہر جمعہ کو، دونوں عیدوں کے دن، اسی طرح عاشوراء لیلة البرأت میں آتی ہیں۔

## ایک سال اور بالخصوص چالیس دنوں تک صدقہ کرنا

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں :

نیز وارد است کہ مردہ رواں حالت مانند غریقے است کہ انتظار فریاد اسی میں برد و صدقات و ادعیہ و فاتحہ دریں وقت بسیار بکاری آید و ازیں جا است کہ طوائف بنی آدم تا یکسال و علی الخصوص تا یک چلہ بعد از موت نوع امداد کو شش تمام نمایند۔

(تفسیر عزیزی)

احادیث میں ہے کہ میت کی مثال قبر میں سمندر میں دو بے ہوئے شخص جیسی ہے جو امداد کا منتظر ہوتا ہے صدقات، دعا اور فاتحہ اس دوران بہت کارآمد ہوتے ہیں اسی وجہ سے لوگ ایک سال تک اور بالخصوص چالیس دنوں تک اپنے مردے کی امداد کی کوشش کرتے ہیں۔

## مسئلہ

تین دن تک میت کے گھر کھانا کھانا بطور ضیافت منع ہے۔ عام کتب فقہ میں ویکرہ اتخاذ الضیافة فی یوم اعصیہ۔ البتہ میت کی روح کے ایصال ثواب کے لئے صدقہ کرنا مستحسن ہے جس طرح فتاویٰ قاضی خان اور خلاصۃ الفتاویٰ اور دیگر کتب فقہ میں۔ واما اطعام الطعام للفقراء محسن۔

قرآن کو کھانا کھانا اچھی بات ہے۔

طحاوی شرح مراقی الفلاح میں ہے والسنة ان يتصدق ولي الميت له قبل رضى الليلة اولى بشيء مما تيسر له فان لم يجد شيئا فليصل ركعتين ثم يهد لوابها له۔

میت کے وراثت کو چاہیے کہ قبر میں پہلی رات گزرنے سے پہلے کچھ توفیق کے مطابق صدقہ کرے اگر کچھ بھی میسر نہ ہو تو دو رکعت نماز پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچا دے۔

## قبر پر قرآن کا پڑھنا

عن انس ان رسول الله ﷺ قال ان الله وكل بعبد المؤمن ملكين يكتبان عمله فاذا مات قال الملكان الذن وکلابه قد مات فاذن لنا ان نلصق الى السماء فيقول الله عز وجل سماءى مملوءة من ملائكتي يسبحون فيقولان افقيم في الارض فيقول الله ارضى مملوءة من خلقي يسبحون فيقولان فاین فيقول قوما علی قبر عبدی فسبحانی و احمداً فی و کبرانی و هلانی و اکتبا ذلک لعبدی الی یوم القيمة۔

”حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہندوؤں پر دو فرشتے مقرر کئے ہیں جو اس کے عمل کو لکھتے ہیں۔ جب یہ ہندو مر جائے تو یہی مقرر شدہ فرشتے عرض کرتے ہیں یا اللہ وہ ہندو مر گیا ہمیں اجازت دیں کہ ہم آسمان پر چلے جائیں تو اللہ تعالیٰ جواباً فرمائے گا۔ آسمان میرے فرشتوں سے بھر اڑا ہے تو فرشتے عرض کریں گے ہمیں اجازت دیں کہ زمین پر اقامت اختیار کریں تو اللہ تعالیٰ



فرمائے گا میری زمین میرے فرشتوں سے بھری پڑی ہے تو فرشتے پھر عرض کریں گے ہم کہاں رہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے کی قبر پر کھڑے ہو کر سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ پڑھو اور ثواب قیامت تک میرے بندے کے لئے لکھو۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ قبر پر میت کے ایصالِ ثواب کے لئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنا اللہ تعالیٰ کا حکم اور کرنا کاتبین فرشتوں کا وظیفہ ہے۔

## ہر زمانہ میں مسلمانوں کا یہی طریقہ ہے

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ شروع صدور میں فرماتے ہیں:

وبان المسلمین ما زالوا فی کل عصر یجتمعون ویقرؤن لموتاهم من غیر نکیب فکان ذالک اجماعاً۔

”مسلمانوں کا ہمیشہ سے یہ طریقہ ہے کہ جمع ہو کر اپنے مردوں کے لئے قرآن پڑھتے اور اس طریقہ سے کسی نے انکار نہیں کیا اور یہ انکار نہ کرنا اجماع ہے۔“

## صحابہ کرام کا طریقہ

امام شعبی سے روایت ہے کانت الانصار اذا مات لهم المیت اختلفوا الی قبره یقرؤن له القرآن۔ (شرح صدور)

”جب انصار مدینہ میں کوئی وفات پا جاتا تو انصار مدینہ اس کی قبر پر جاتے اور قرآن کی تلاوت کرتے۔“

مولانا شرف علی تھانوی دیوبندی صاحب حیاتیات المات میں لکھتے ہیں:

”کہ ایک لڑکے کا معمول تھا کہ وہ اپنی والدہ صاحبہ کی قبر پر جا کر قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتا، ایک دن والدہ نے قبر سے پکارا کہ اے میرے بچے جب تم میری قبر پر قرآن پڑھتے ہو تو ذرا ٹھہر کر تلاوت کیا کرو تاکہ میں تمہارا دیدار کر سکوں جب تم قرآن کی تلاوت شروع کر دیتے ہو تو انوار و تجلیات کی بارش ہو جاتی ہے کہ تم اس میں احاطہ جاتے ہو تو پھر میں تمہارا دیدار نہیں کر سکتی۔“

## زیارت قبور

ہفتہ میں ایک دن قبروں کی زیارت کرنا مستحب ہے۔ جمعہ، ہفتہ، پیر اور جمعرات کو زیارت قبور مناسب ہے لیکن افضل جمعہ کے دن وقت صبح ہے۔ زیارت قبور کا طریقہ یہ ہے کہ پاؤں کی طرف سے جا کر میت کے منہ کے سامنے کھڑا ہو، سر ہانے کی طرف سے نہ آئے کہ میت کے لئے باعث تکلیف ہے یعنی میت کو گردن پھیر کر دیکھنا پڑے گا کہ کون آتا ہے۔ قبرستان جاتے ہی یہ سلام کہے:

السلام علیکم اهل دار قوم مومنین انتم لنا سلف وانا انشاء اللہ بکم لا حقون نسال اللہ لنا ولکم العفو والعافیتہ یرحم اللہ المستقدمین منا والمستأخرین۔

ترجمہ: ”سلام ہو تم پر اے قوم مؤمنین کے گھر والو، تم ہمارے سلف ہو اور ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، اللہ سے ہم اپنے اور تمہارے لئے عفو و عافیت کا سوال کرتے ہیں



## مردے زیارت کرنے والے کو جانتے ہیں اور سلام

### سنتے ہیں

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے :

قال رسول الله ﷺ ما من أحد يمر بقبر أخيه المؤمن كان يعرفه في الدنيا فيسلم عليه إلا عرفه ورد عليه السلام۔ (شرح صدور)

”حضور ﷺ فرماتے ہیں کوئی بھی مسلمان اپنے مؤمن بھائی کی قبر پر گزرتا ہے جسے دنیا میں پہچانتا ہو، سلام کرے تو مردہ اسے پہچانتا بھی ہے اور سلام کا جواب بھی دیتا ہے۔“

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے :

قال ابو زین یا رسول الله ﷺ طريقي على الموتى مهل من كلام اتكلم به اذا مرت عليهم قال قل السلام عليكم يا اهل القبور من المسلمين والمؤمنين انتم لنا سلف ونحن لكم تبع وانا انشاء الله بكم لا حقون قال ابو زین یا رسول الله ﷺ يسمعون قال يسمعون ولكن لا يستطيعون ان يجيبوا اے جواباً يسمعه الجن والانس۔ (شرح صدور)

”حضرت ابو زینؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا راستہ قبرستان پر ہے کیا میرے لئے کچھ کلام ہے کہ میں قبرستان پر گزر کر کروں تو حضور ﷺ نے فرمایا: کہو سلام ہو تم پر اے قبر والو، تم ہمارے سلف ہو اور ہم تمہارے تابع ہیں اور انشاء اللہ ہم تم سے ملنے والے ہیں اور زینؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مردے سنتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ہاں سنتے ہیں لیکن جواب نہیں دیتے یعنی اس طرح جواب جسے انسان اور

ان سنے۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردے سنتے ہیں۔ حضور ﷺ نے صحابی رسول اللہ ﷺ کے سوال کے جواب میں فیصلہ فرمادیا کہ مردے سنتے ہیں۔ فیصلہ رسول ﷺ کے بعد کسی امتی کو چہ می گوئی سے اجتناب کرنا چاہیے۔

علامہ ابن قیم جوزی (جو غیر مقلدین کے امام اور پیشوا ہیں) نے احوال موتی کے مسئلہ کتاب الروح تصنیف فرمائی جس کا پہلا عنوان یہ ہے :

هل تعرف الاموات زيارة الاحياء وسلامهم ام لا۔

”آیا مردے زندوں میں سے اپنے زائر کو جانتے ہیں یا نہیں۔“

علامہ ابن قیم جوزی نے اپنے اس موقف پر کہ مردے سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں بہت سے دلائل قائم کئے ہیں اور ان دلائل میں سے ایک عام فہم دلیل درج ذیل ہے۔ لکھتے ہیں :

وقد شرع النبی ﷺ لا متہ اذا سلموا على اهل القبور ان سلموا عليهم سلام من يخاطبونه فيقول السلام عليكم دار قوم مؤمنين وهذا خطاب لمن يسمع ويعقل ولولد ذلك لكان هذا الخطاب بمنزلة خطاب المعدوم والجماد۔ (کتاب الروح)

”حضور ﷺ نے اپنی امت کے لئے اہل قبور پر سلام شروع کیا ہے اگر سلام کریں تو ایسا سلام جس کے ساتھ ان کو مخاطب کیا جائے اور کہے السلام علیکم دار قوم مؤمنین یہ خطاب ان کے لئے ہوتا ہے جو سمجھتے اور نہ ہی سمجھتے سمجھتے تو خطاب معدوم اور پتھر پر سلام ہوگا۔“



## اولیاء اللہ کے مزارات پر دعا کا طریقہ

شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ ”اللہ کے محبوب بندوں کے مزارات پر دعائے نفع کے دو طریقے ہیں۔ پہلا طریقہ : وہی گویند خداوند ابہرکت الہی بندہ تو کہ رحمت کردہ بروے واکرام کردہ اور اوباطف و کرے کہ بوسے داری بر اور وہ گرداں حاجت مرا کہ تو معطی و کریمی۔

حاضری دینے والا کہے، اے اللہ اپنے اس محبوب بندہ کی برکت سے کہ جس پر تو نے رحم اور کرم کیا اور اپنے اطف و کرم سے نوازا ہے میری حاجت پوری فرما کہ تو ہی دینے والا اور کرم کرنے والا ہے۔

دوسرا طریقہ : یا ندائی کند این بندہ مکرم و مقرب را کہ بندہ خدا اے ولی خدا شفاعت کن مرا و خواہ از خدا کہ بدھر مسئول و مطلوب مرا و قضا حاجت مرا۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ)

یا اس مقرب و مکرم کو ندا کرے کہ اے بندہ خدا میری سفارش کر اور اللہ سے میرے لئے دعا کر کہ اللہ میرے مقاصد کو پورا فرمائے اور میری حاجت کو پورا کرے۔“  
قبروں کو بوسہ دینا اور اس کے ارد گرد طواف تعظیمی منع ہے۔

## دعا بھی نفع مند ہے

جس طرح دعا سے زندہ کو فائدہ پہنچتا ہے اس طرح یہ میت کے لئے بھی

اللہ و مند ہے اور اس پر اجماع امت ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں :  
وقد نقل غیر واحد الاجماع علی ان الدعاء ینفع المیت ودلیلہ  
من القرآن والذین جاؤا من بعدہم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین  
سبقونا بالایمان۔

بہت سے علماء امت نے اپنی کتابوں میں اجماع نقل کیا ہے کہ دعائیت کو نفع دیتی ہے اور اس کی دلیل قرآن پاک کی یہ آیت کریمہ ہے۔

ترجمہ : جو لوگ اس کے بعد آئے وہ دعائے نفع میں آئے ہمارے رب ہمیں بھی بخش اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ایمان کے ساتھ پہلے گزر چکے ہیں۔  
علامہ صاوئی اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں :

فینبغی لكل واحد من القائلین لهذا القول ان یقصد بمن سبقہ من  
انتقل قبلہ من زمانہ الی عصر النبی ﷺ فیدخل جمیع من المسلمین۔

اس قول (یعنی ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان) کے  
قائلین میں سے ہر ایک کے لئے مناسب ہے کہ اپنے وقت سے لے کر حضور ﷺ  
کے زمانہ اقدس تک جتنے بھی مسلمان ہیں دعا میں ان سب کا قصد کرے تاکہ تمام  
مسلمان اس دعا میں شامل ہو جائیں۔

اس آیت سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہو گئے :

۱ : دعائیت کو نفع دیتی ہے اس پر تمام امت متفق ہے۔

۲ : فوت شدہ مسلمانوں کے لئے زندہ لوگوں کی دعا ان کے لئے

مغفرت طلب کرنا چاہیے۔

۳ : زندہ کا فوت شدہ کے لئے ہر وقت دعا کرنا جب سے روح بدن



سے جدا ہو گئی کیونکہ میت سابق بالا ایمان ہو گئی۔ لہذا اس آیت کے عموم کے اعتبار سے نماز جنازہ سے قبل یا بعد ہر وقت متوفی کے لئے دعا کرنا مستحب ہے۔

## دعا زندہ کی طرف سے مردوں کے لئے تحفہ ہے

مشکوٰۃ شریف میں ہے:

عن عبد الله ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ ما الميت في القبر الا كالغريق المتغوث ينظر دعوة تلحقه من اب او ام او اخ او صديق فاذا الحقته كان احب اليه من الدنيا وما فيها وان الله تعالى ليدخل على اهل القبور من دعاء اهل الارض امثال الجبال وان هديته الاحياء الى الاموات الاستغفار لهم۔

”حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مردہ کی قبر میں ایسی حالت ہوتی ہے جیسے ایک ڈوبنے والے فریادی کی ہوتی ہے میت اس دعا کے انتظار میں ہوتی ہے جو ماں باپ، بھائی اور دوست کی طرف سے ملتی ہے جب یہ دعا میت کو پہنچ جاتی ہے تو وہ اسے دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے زیادہ محبوب ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ زمین والوں کی دعا کو قبر والوں پر پہاڑوں کی مثل داخل کرتا ہے اور دعاء مغفرت زندوں کی طرف سے مردوں کے لئے ہدیہ ہے۔“

## زندوں کی دعا سے میت کے درجات بلند ہوتے ہیں

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول الله ﷺ ان الله عزو جل يرفع

الدرجة اللعبد الصالح في الجنة فيقول يا رب اني لي هذه فيقول باستغفار ولدك لك۔

”حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جنت میں ایک بندے کا درجہ بلند فرمائے گا، بندہ عرض کرے گا یا اللہ یہ درجہ مجھے کس وجہ سے ملا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس کے سبب جو تیری اولاد تیرے لئے دعائے مغفرت کیا کرتی تھی۔“

## زندوں کی دعا سے مردوں کے گناہ ختم ہوتے ہیں

حضرت انسؓ فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

امتی امة مرحومة تدخل قبورها بذنوبها وتخرج من قبور هالا ذنوب عليها تمحص عنها باستغفار المؤمنين۔

”میری امت مرحومہ ہے وہ قبروں میں گناہوں کے ساتھ داخل ہوگی اور جب قبروں سے نکلے گی تو اس پر گناہ نہ ہوگا اللہ تعالیٰ مومنوں کی دعاؤں کی وجہ سے امت کے گناہوں کو مٹا دے گا۔“

## نماز جنازہ سے پہلے دعا

نماز جنازہ سے قبل نبی کریم ﷺ نے خود دعا کی ہے۔ ابو داؤد شریف میں

ہے:

عن ام سلمة قالت دخل رسول الله ﷺ على ابو سلمة وشق



بصره فاعمضة فصيح ناس من اهلہ فقال لا تدعوا علی انفسکم الا حیرا فان الملئکة يؤمنون علی ما تقولون ثم قال اللهم اغفر لابی سلمة۔

(سليمان بن اشعث۔ ابوداؤد جلد صفحہ ۸۹)

”حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں حضور ﷺ حضرت ابو سلمہ کے پاس تشریف لائے، حضرت ابو سلمہ کی آنکھیں کھلی تھیں تو آپ نے ہند کر لیں گھر والوں نے بیچ و پکار شروع کی تو حضور ﷺ نے فرمایا اپنے لئے اچھی دعا مانگو کیونکہ فرشتے تمہارے کہنے پر آمین کہتے ہیں۔ پھر حضور ﷺ نے ابو سلمہ کے لئے دعائے مغفرت کی۔“

نبی اکرم ﷺ نے نماز جنازہ سے قبل دعا کرنے کی تلقین فرمائی:

ابوداؤد شریف میں ہے:

عن ابی وائل عن ام سلمة قالت قال رسول ﷺ لله عليه وسلم اذا حضرتم الميت فقولوا خيراً فان الملئکة يؤمنون علی ما تقولون فلما مات ابو سلمة فقلت ما اقول قال قولی اللهم اغفر له۔

(سليمان بن اشعث۔ ابوداؤد جلد صفحہ ۸۹)

”حضرت ابوداؤد اہل حضرت ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جب تم میت کے پاس حاضر ہو جاؤ تو اچھے کلمات کہو کیونکہ ملائکہ تمہارے کہنے پر آمین کہتے ہیں جب ابو سلمہ وفات پا گئے تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں کیا کہوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ان کلمات کے ساتھ دعا کرو۔ اللهم اغفر له۔“

## صحابہ کرامؓ کا طریقہ

بخاری شریف میں ہے:

عن ابی ملیکۃ انه سمع ابن عباس یقول وضع علی سریرہ فکفہ الناس یدعون ویصلون قبل ان یرفع وانا فیہم۔

(محمد ابن اسماعیل بخاری۔ بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۵۲۰)

”حضرت ابو ملیکہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ ابن عباسؓ کو فرماتے سنا حضرت عمر فاروقؓ کا جسم مبارک چارپائی پر رکھا ہوا تھا اور صحابہ نے ہر طرف سے احاطہ کیا تھا اور اٹھانے سے پہلے دعائیں مشغول تھے اور میں ان میں موجود تھا۔“

اس حدیث کی شرح میں نور شاہ کا شمیری لکھتے ہیں:

ولعلمهم کان من سنتهم الدعاء والصلوة عند حضورهم علی المیت۔

(نور شاہ کا شمیری۔ فیض الباری ج ۱ صفحہ)

”ہو سکتا ہے صحابہ کرامؓ کا یہ طریقہ ہو کہ میت کے پاس حاضر ہوتے وقت دعا کرتے ہوں۔“

## دعا بعد نماز جنازہ

قرآن و احادیث کی روشنی میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ دعا ہر وقت کرنی چاہیے جس طرح نماز جنازہ سے قبل حضور ﷺ کے قول و فعل اور صحابہ کے فعل سے ثابت ہو گیا کہ قبل از نماز جنازہ بھی دعا شروع ہے۔ اسی طرح سید الانبیاء ﷺ نے نماز جنازہ کے بعد دعا کی اور اس کی تلقین بھی کی۔



عن عبد الله بن ابی بکر قال لما التقى الناس بموته جلس النبي ﷺ على المنبر وكشف له ما بينه وبين الشام فهو ينظر الى معركتهم فقال عليه السلام اخذا الراية زيد ابن حارثة فمضى حتى استشهد وصلى عليه ودعا له وقال استغفروا له دخل الجنة وهو يسعي ثم اخذا الراية جعفر ابن ابی طالب فمضى حتى استشهد وصلى عليه ودعا له وقال استغفروا له دخل الجنة فهو يطير فيها حيث شاء۔

(ملا علی قاری۔ مرقاة شریف شرح مشکوٰۃ ج ۴ صفحہ ۴۶)

”حضرت عبد اللہ بن ابی بکر فرماتے ہیں جب موتی کے مقام پر مسلمانوں کی لڑائی شروع ہو گئی تو حضور ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کے اور ملک شام کے درمیان حجابات ہٹ گئے اور آپ جنگ موتہ کا مشاہدہ فرمانے لگے۔ پھر فرمایا زید ابن حارثہ نے جھنڈا لیا اور شہید ہو گئے آپ نے زید پر نماز جنازہ پڑھی اور پھر ان کے لئے دعا کی اور صحابہ کو فرمایا زید کے لئے غشش کی دعا مانگو۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جعفر ابن طالب نے جھنڈا لیا اور شہید ہو گئے۔ ان پر بھی حضور ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی اور دعا مانگی اور صحابہ کو حکم دیا کہ جعفر کے لئے استغفار کرو وہ جنت میں داخل ہو گئے وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں پرواز کرتے ہیں۔“

اس حدیث سے مندرجہ ذیل امور معلوم ہوتے ہیں :

۱: یہ حدیث مبارکہ نماز جنازہ کے بعد دعا کے ثبوت کے لئے واضح اور بین ثبوت ہے حضور ﷺ نے خود نماز جنازہ پڑھنے کے بعد دعا کی اور صحابہ کو حکم دیا کہ دعا کرو۔ یہی اہلسنت وجماعت کا مذہب ہے کہ نماز جنازہ کے بعد اجتماعی رنگ میں دعا کرنا مستحب ہے جو اس حدیث سے صراحت کے ساتھ ثابت ہوتا ہے۔

۱۲ حضور ﷺ کے لئے قرب و بعد دونوں برابر ہیں، جس طرح لڑکے ملاحظہ فرماتے ہیں اسی طرح دور بھی ملاحظہ فرماتے ہیں۔  
۱۳ کرامت بعد الموت۔

حضور ﷺ نے حضرت طلحہ کی نماز جنازہ پڑھنے کے بعد دعا کی

جیسے مرقاة شریف مشکوٰۃ میں ہے :

عن الطبرانی فی فہجاء ﷺ حتى وقف علی قبرہ صف الناس معه لم دفع يديه فقال اللهم اني طلحة يضحك اليك وتضحك اليه۔

(ملا علی قاری۔ شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۵۰)

”امام طبرانی سے روایت ہے کہ حضور ﷺ حضرت طلحہ کی قبر پر تشریف لائے اور کھڑے ہو گئے لوگوں نے بھی حضور ﷺ کے ساتھ صف باندھی (یعنی نماز جنازہ پڑھی) پھر حضور ﷺ نے دعا مانگی۔ اے اللہ تو طلحہ کے ساتھ اس حال میں ملاقات فرما کہ تو راضی ہو طلحہ سے اور طلحہ تجھ سے۔“

نبی شریف میں ہے :

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے :

ان النبي ﷺ صلى على نفوس ثم قال اللهم اعذه من عذاب القبر۔  
(ابو بکر احمد ابن حسین بیہقی۔ حوالہ کنز العمال جلد ۱۰ صفحہ ۷۱۶)

”حضرت محمد ﷺ نے نماز پڑھی اور پھر فرمایا اے اللہ ان کو عذاب قبر سے



”حی“

یہ حدیث مبارکہ بھی نماز جنازہ کے بعد دعا کے ثبوت کے لئے واضح دلیل ہے۔ مانعین دعا عموماً عوام الناس کو دھوکہ دینے کی کوشش میں کہتے ہیں کہ احتناف کے نزدیک نماز جنازہ کے بعد دعا مکروہ ہے۔ حالانکہ احتناف نماز جنازہ کے بعد دعا ہی کے قائل ہیں اور انہوں نے اپنی کتابوں میں مندرجہ ذیل احادیث سے اسی بات پر استدلال کیا ہے کہ ایک دفعہ نماز جنازہ ہو جائے تو پھر تکرار نہیں ہو سکتا بلکہ دعا ہی مشروع ہے۔ بدائع اور مبسوط میں ہے:

ان النبی ﷺ علی جنازة فلما فرغ جاء عمر ومعه قوم فاراد ان یصلی علیہ ثانیاً فقال له النبی ﷺ - الصلاة علی الجنازة لا تعاد ولكن ادع للمیت واستغفر له۔

(امام علاؤ الدین کاسانی بدائع الصنائع جلد اول صفحہ ۳۱۱)

”حضور ﷺ جب نماز جنازہ پڑھنے سے فارغ ہوئے تو عمر فاروقؓ کچھ لوگوں کے ساتھ تشریف لائے انہوں نے دوبارہ نماز جنازہ پڑھنے کا ارادہ کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اب نماز جنازہ کا اعادہ نہیں ہوتا لیکن میت کے لئے دعا اور استغفار کرو۔“ یہ حدیث نماز جنازہ کے بعد دعا کرنے کے ثبوت میں واضح دلیل ہے نبی کریم ﷺ نے نماز جنازہ پڑھنے کے بعد عمر فاروقؓ کو دعا کی تلقین کی۔

### دعا بعد نماز جنازہ

بدائع اور مبسوط میں ہے:

وروی عن عبد اللہ ابن السلام انه فاتته الصلاة علی جنازة عمرؓ

فلما حضر۔ قال ان سبقتمونی بالصلاة علیہ فلا تسبقونی بالدعاء له۔

(امام علاؤ الدین کاسانی بدائع الصنائع جلد اول صفحہ ۳۱۱)

”حضرت عبد اللہ ابن سلامؓ کے متعلق روایت ہے کہ ان سے حضرت عمر فاروقؓ کی نماز جنازہ فوت ہو گئی جب حاضر ہوئے تو فرمایا اے لوگو تم نے مجھ سے نماز جنازہ میں پہل کر لی ہے تو ان کے لئے دعا مانگنے میں پہل نہ کرو۔“

یہ حدیث شریف بعد نماز جنازہ اجتماعی دعا مانگنے میں نص ہے، کیونکہ حضرت عبد اللہ ابن سلام کا یہ فرمان (فلا تسبقونی بالدعاء له) دعا میں مجھ سے سبقت نہ کرو کا مطلب یہی ہے کہ سب مل کر دعا کریں۔

### ابن عباس اور ابن عمر سے دعا بعد نماز جنازہ کا ثبوت

وروی ان ابن عباس وابن عمرؓ فاتتهما صلاة علی جنازة فلما حضرا مازاد علی الاستغفار له۔

(امام علاؤ الدین کاسانی بدائع الصنائع جلد اول صفحہ ۳۱۱)

”حضرت عبد اللہ ابن عباس اور عبد اللہ ابن عمرؓ دونوں صحابہ کرام کے متعلق روایت ہے کہ ان دونوں سے نماز جنازہ فوت ہو گئی، جب حاضر ہوئے تو صرف میت کے لئے استغفار کیا۔“

یہ فعل صحابہ بھی نماز جنازہ کے بعد دعا کے لئے واضح ثبوت ہے کیونکہ ان کا استغفار نماز جنازہ پڑھنے کے بعد تھا۔

امام عبد الرزاق حضرت نافعؓ سے ابن عمرؓ کی عادت کریمہ بیان فرماتے ہیں: کان ابن عمر اذا انتھی الی جنازة وقد صلی علیہا دعا وانصرف



ولم يعد الصلاة۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۵۱۹)

”حضرت ابن عمرؓ کسی جنازہ پر پہنچتے اور نماز ہو چکی ہوتی تو دعا کرتے اور واپس لوٹ آتے نماز کا اعادہ نہیں کرتے تھے۔“

## حضرت امام حسن بصری تابعی کا طریقہ

انہ کان اذا سبق بالجنازة يستغفر لها ويجلس او ينصرف۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ صفحہ ۱۵۰)

”حضرت حسن بصریؒ سے کسی نماز جنازہ میں سبقت کی جاتی تو آپ دعائے مغفرت کرتے اور بیٹھ جاتے یا واپس لوٹ آتے۔“

## علماء دیوبند اور دعا بعد نماز جنازہ

مفتی کفایت اللہ دیوبندی صدر جمعیت علماء ہند کی کتاب دلیل الخیرات میں

مختلف علماء کرام کے فتاویٰ دعا بعد نماز جنازہ کے جواز پر شائع ہوئے ہیں ان میں کچھ درجہ ذیل نقل کئے جاتے ہیں تاکہ عوام الناس پر مسئلہ دعا بعد نماز جنازہ کی مشروعیت واضح ہو جائے۔

## فتویٰ علماء اجمیر شریف

”باقی رہا دعا پر دعا مانگنا تو جائز ہے اور جن فقہاء نے منع کیا ہے خوف التزام

ہے۔“ (مفتی کفایت اللہ دلیل الخیرات صفحہ ۶۴)

## فتویٰ علماء ریاست ٹونک

”البتہ دعائے مغفرت میت کے واسطے بے اعتقاد لزوم اور بے اعتقاد کسی وقت و مکان و ہیئت مطلقاً جائز ہے۔“ (مفتی کفایت اللہ دلیل الخیرات صفحہ ۶۴)

## فتویٰ علماء کلکتہ

”وہاں ہر شخص کو اختیار ہے کہ علاوہ نماز جنازہ کے دعا بعد الدفن بلا التزام مالا یزوم اور بلا اہتمام و فکر اجتماع و اصرار اپنی خوشی سے جب چاہے میت کے لئے دعائے خیر کرے۔“ (مفتی کفایت اللہ دلیل الخیرات صفحہ ۶۴)

## دفن کے وقت قبر پر اجتماعی دعا

مشکوٰۃ شریف میں ہے:

عن عثمان قال کان النبی ﷺ اذا فرغ من دفن المیت وقف علیہ فقال استغفروا للاحیکم ثم سلوا لہ بالتثیبت فانہ الان یسنل۔

(شیخ ولی الدین۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۶)

”حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب بھی دفن میت سے فارغ ہوتے قبر پر کھڑے ہوتے اور فرماتے اپنے بھائی کے لئے دعائے مغفرت کرو اور پھر



اس کے لئے ایمان پر ثابت قدمی کا سوال کرو اس لئے کہ اب سے اس سے سوال کیا جائے گا۔

## نماز جنازہ کے بعد دعا سے میت کی مدد کی جاتی ہے

حکیم ترمذی (جو تیسری صدی کے علماء کرام میں سے ہیں) مذکورہ بالا حدیث کی شرح فرماتے ہیں:

فالوقوف علی القبر وسؤال التثیت للمؤمن فی وقت دفنہ مدد للمیت بعد الصلوٰۃ لان الصلوٰۃ بجماعة المؤمنین کالعسکر له قد اجتمعوا بباب الملك فیشفعون له والوقوف علی القبر لسؤال التثیت مدد العسکر۔ (ابو عبد اللہ حکیم ترمذی۔ نوادر الاصول صفحہ ۳۲۳)

”نماز جنازہ کے بعد قبر پر کھڑے ہو کر دفن کے وقت مومن کے لئے ثابت قدمی کا سوال کرنا میت کی امداد ہے، کیونکہ مسلمانوں کا نماز جنازہ پڑھنے کی مثال ایسی ہے جیسے ایک لشکر جو بادشاہ کے دروازہ پر جمع ہوں اور سفارش کر رہے ہوں (اسی طرح) قبر پر کھڑے ہو کر مومن کے لئے ایمان پر ثابت قدمی کا سوال (اس) لشکر کی مدد ہے (جو نماز میں سفارش کر رہے تھے)۔“

**فائدہ:** جس طرح قبر پر دعا کرنے سے نماز جنازہ کی دعا کو تقویت حاصل ہوتی ہے اسی طرح نماز جنازہ کے بعد صفوں کو توڑ کر دعا کرنے سے ضرور نماز جنازہ کی دعا کو شرف قبولیت حاصل ہوگی۔ انشاء اللہ۔

## دعا کے لئے اہتمام

مانعین دعا بعد نماز جنازہ عموماً یہ بھی کہتے کہ المسئۃ والجماعت دعا کے لئے اجتماع کا اہتمام کرتے ہیں اور یہ اہتمام ناجائز ہے حالانکہ فعل شرعی کے لئے اہتمام نبی ﷺ اور صحابہ کرام سے ثابت ہے۔

## ۱۰۰ مسلمانوں کا نماز جنازہ میں اجتماع کا اہتمام

حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے:

عن النبی ﷺ قال ما من میت تصلى علیہ امة من المسلمین یبلغون مائۃ کلہم یشفعون له الا شفّعوا فیہ۔ (رواہ مسلم)

(شیخ ولی الدین۔ مشکوٰۃ شریف۔ صفحہ ۱۴۵)

”حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر وہ میت جس پر مسلمانوں کی ایک جماعت جن کی تعداد سو (۱۰۰) تک پہنچتی ہو اور یہ سب لوگ میت کے لئے سفارش کر رہے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کی سفارش کو قبول فرمالیتا ہے۔“

حضور ﷺ کا یہ فرمان مبارک نماز جنازہ میں زیادہ سے زیادہ اجتماع کے اہتمام پر نص صریح ہے۔

## چالیس مسلمانوں کے نماز جنازہ کے اجتماع کا اہتمام

حضرت کریبؓ فرماتے ہیں:

عن ابن عباس انہ مات له ابن بقدير او بعسفان فقال يا كريم



انظر ما اجتمع له من الناس قد خرجت فاذا اناس قد اجتمعوا له فاخبرته  
قال يقول هم اربعون قال نعم قال اخر جوه فاني سمعت رسول الله ﷺ  
يقول ما من رجل مسلم يموت فيقوم على جنازته اربعون رجلاً لا يشتركون  
بالله شيئاً الا شفّعهم الله فيه۔ (شیخ ولی الدین مشکوٰۃ شریف۔ صفحہ ۱۳۵)

”حضرت ابن عباسؓ کے متعلق روایت ہے کہ ان کا لڑکا مقام قدیر یا عسفان  
میں وفات پا گیا حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اے کریب دیکھو اس کی نماز جنازہ پر کتنے  
لوگ جمع ہوئے۔ حضرت کریب فرماتے ہیں کہ میں نکلا اور دیکھا کہ لوگ جمع ہوئے  
تھے میں نے ابن عباسؓ کو خبر دی تو ابن عباسؓ نے فرمایا تمہارے گمان کے مطابق چالیس  
آدمی ہوں گے کریب فرماتے ہیں میں نے کہا چالیس آدمی جمع ہیں۔ تو ابن عباسؓ نے  
فرمایا اب جنازہ نکالو کیونکہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ ہر وہ مسلمان جو فوت ہو  
جائے اور اس کی نماز جنازہ کے لئے چالیس آدمی کھڑے ہو جائیں (یعنی چالیس آدمی نماز  
جنازہ پڑھ لیں) جو اللہ کا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی سفارش کو قبول  
فرمائے گا۔“

## عدد چالیس کی خصوصیت

ملا علی قاریؒ شرح میں فرماتے ہیں:

وحكمة خصوص هذا العدد انه ما اجتمع اربعون قط الا فيهم  
ولي الله۔ (ملا علی قاریؒ۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ۔ جلد ۴ صفحہ ۵۱)

”اس چالیس عدد کی خصوصیت کی حکمت یہ ہے کہ چالیس آدمیوں کے اجتماع  
میں اللہ کا کوئی ولی ہوتا ہے۔“

اس حدیث پاک سے صاف معلوم ہوا کہ اجتماع کا اہتمام سنت صحابہ ہے۔  
حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اس وقت تک نہیں نکلے جب تک چالیس آدمی جمع نہیں  
ہوئے۔ حالانکہ چالیس یا سو آدمیوں کا جمع ہونا نماز جنازہ کے لئے شرط نہیں ہے اجتماع  
کی خصوصیت صرف یہی ہے کہ دعا کی قبولیت یقینی ہوتی ہے۔

## دعا بعد نماز جنازہ کے جواز و استحباب میں کوئی شک نہیں

البتہ صفوں کو توڑ کر دعا کرنی چاہیے تاکہ کسی شخص کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ نماز  
جنازہ میں زیادتی کر دی یا آنے والا شخص نماز جنازہ میں شامل نہ ہو جائے جس طرح نماز  
ظہر و مغرب و عشاء کے بعد سنتوں کے لئے مقتدیوں کو صفوف کا توڑنا مسنون ہے کہ  
اس کے بعد آنے والے کو بچائے نماز جماعت کا احتمال نہیں ہو سکتا۔

بدائع الصنائع میں ہے:

اما المقتدين فبعض مشائخنا قالوا لا حرج في ترك الانتقال قال  
لانه عدم الاشتباه على الداخل عند معاينة فراغ مكان الامام عنه وروى عن  
محمد انه قال يستحب للقوم ايضاً ان ينقضوا الصفوف ويتفرقوا ليزول  
الاشتباه على الداخل المعين للكل في الصلوة البعيد عن الامام ولما روينا  
من حديث ابي هريرةؓ هذا وفي الذخيرة انه روى عن محمد ومشي عليه  
رضي الدين في المحيط ناصاً على انه سنة۔

(امام علاؤ الدین کاسانی۔ البدائع والصنائع۔ جلد ۱ صفحہ ۱۶۰)



ولا يقوم بالدعاء بعد صلوة الجنائزۃ -

(طاہر بن احمد - خلاصۃ الفتاویٰ - صفحہ ۲۲۵)

یعنی نماز جنازہ کے بعد (حالت قیام میں) دعا نہ کرو۔ یہاں نفی قیام کی ہے

اسی طرح دیگر فقہ حنفیہ کی کتب میں۔

والد :

اگر ان اقوال سے یہ مراد ہو کہ نماز جنازہ کے متصل دعا مانگنا جائز

نہی تو منکرین کے لئے نقصان دہ ہے کیونکہ اہلسنت وجماعت جنازہ کے متصل

دعا مانگتے بلکہ صفیں توڑ کر دعا مانگتے ہیں۔

۲ : اور اگر یہ معنی ہو کہ جنازہ کے علاوہ کسی وقت بھی دعا مانگنا جائز

نہی تو قرآن و احادیث متواترہ اور اجماع امت کے خلاف ہے جیسے اس سے قبل تفصیلاً

۳ : اور اگر ان دونوں معنوں کے علاوہ کوئی معنی ہو تو وہ مجمل ہے

اس کی تفصیل اور تعیین کون کرے گا۔ لہذا فقہائے کرام کے اقوال کے دو ہی معانی

(i) ایک یہ کہ نماز جنازہ کے بعد بالکل دعا ممنوع ہے تو یہ مانعین کے

خلاف ہے کیونکہ منکرین دعا بھی دفن کے وقت اور زیارت قبور کے وقت دعا کو جائز

کہتے ہیں یہ معنی بالکل خلاف شریعت ہے۔

(ii) دوسرا معنی اقوال فقہاء کا یہ ہے کہ نماز جنازہ کے بعد کھڑے ہو

”بعض مشائخ نے کہا ہے کہ مقتدی اگر اپنی جگہ سے دوسری جگہ نہ جائے گا تو بھی حرج نہیں کیونکہ آنے والا جب دیکھے کہ امام کی جگہ خالی تو اسے شبہ نہیں ہوگا جماعت ہو رہی ہے امام محمدؒ سے روایت ہے کہ قوم کے لئے بھی صفوں کو توڑ کر نماز ہو جاتا ہے تاکہ جو شخص مسجد میں آئے اور امام سے دور ہو اسے سب لوگوں کو نماز مشغول دیکھ کر جماعت کا شبہ نہ ہو اور اس کی وجہ حدیث ہے جو ہم نے اب ہر پرہیزگار سے روایت کی ہے۔“

ذخیرہ میں بھی ہے کہ امام محمد سے مروی ہے اور یہی امام رضی الدین کا میں مختار ہے انہوں نے نص کی ہے کہ یہ سنت ہے۔  
قارئین کرام!

ہماری گذشتہ سطور میں قرآن و حدیث کی روشنی میں خوب واضح ہو گیا ہے کہ نماز جنازہ سے پہلے یا بعد (صفیں توڑ کر) یا قبر پر دعا کرنا بلکہ میت کے لئے ہر وقت دعا کرنا خود کرنے والے کے لئے اور میت کے لئے باعث اجر و ثواب ہے۔ دعا ہضم ایک اچھا فعل ہے اس فعل شرعی سے منع کرنے کے لئے دلیل کی ضرورت ہے قرآن پاک میں ایسا کہیں نہیں کہ نماز جنازہ کے بعد دعا منع ہے بلکہ قرآن میں ہر وقت دعا کرنے کا امر ہے اور ہر وقت میں بعد نماز جنازہ کا وقت بھی داخل ہے۔ اور نہ ہی احادیث رسول اللہ ﷺ میں کہیں ذکر ہے کہ نماز جنازہ کے بعد دعا ممنوع ہے بلکہ مطلق احادیث سے اور خود فعل و قول نبی ﷺ سے ثابت ہو چکا ہے کہ بعد نماز جنازہ دعا مستحب ہے۔

مانعین دعا عوام الناس کو دھوکہ میں ڈالنے کے لئے فقہائے کرام کے اقوال کو بے خوف خدا استعمال کرتے ہیں حالانکہ ان اقوال سے اہلسنت وجماعت کا مدعی ثابت ہوتا ہے اور مانعین کے دعویٰ کا بطلان ثابت ہوتا ہے۔



کردعا ہو تو یہ مکروہ ہے لیکن اہلسنت صفیں توڑ کر دعا کرتے ہیں اسی طرح دعا کرنا  
نہیں بالحد مستحب ہے۔

اسی صورت کی تائید قاعدہ احناف سے ہوتی ہے

قاعدہ:

التنصيص على الشيء باسمه العلم عندنا لا يدل على النفي

عداہ۔

(ملا جیون۔ نور الانوار۔ صفحہ ۱۵۳)

”کسی چیز پر اس کے نام کے ساتھ نص ہو جائے تو ہمارے احناف کے  
نزدیک اس نص سے اس کے علاوہ صورتوں کی نفی نہیں ہوتی۔“

اب اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو نفی حالت قیام (کھڑے ہونے)  
کی ہو رہی ہے، نہ بیٹھ کر یا متفرق ہو کر دعا مانگنے کی۔

لذا اقوال فقہاء کا مطلب قاعدہ حنفیہ کی رو سے یہ ہوا کہ بعد نماز جنازہ صف  
بستہ کھڑے ہو کر دعا کرنا مکروہ ہے۔ حالت قیام میں کراہت کی وجہ شبہ زیادتی ہے،  
جس طرح ملا علی قاری فرماتے ہیں:

لا يدعوا للميت بعد الصلوة لانه يشبه الزيادة في صلوة الجنائز۔

(ملا علی قاری۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۴۔ صفحہ ۶۴)

”میت کے لئے نماز جنازہ کے بعد دعائے کرو، کیونکہ یہ دعا نماز جنازہ میں میں  
زیادتی کا شبہ ہے۔“

ہر ذی عقل اور انصاف پسند اسی عبارت سے یہی اخذ کرے گا کہ صف بستہ

ہو کر دعا کرنا مکروہ ہے کیونکہ شبہ زیادتی صف بستہ کھڑے ہونے کی صورت  
میں ممکن ہے نہ کہ متفرق ہو کر یا بیٹھ کر۔



## استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ زید تدویر فندیہ فی القرآن کا منکر ہے کہ یہ عمل خلاف شرع ہے اور بدعت ہے۔ نیز کہتا ہے کہ قرآن وحدیث اجماع اور قیاس میں اس کا ثبوت نہیں ہے۔  
تو واقعی مروجہ طریقہ بدعت ہے؟  
از روئے شرع وضاحت فرمائیں۔

احالیان جسکوٹ اوگی (اگر وہ)

الحمد لله يا من وحده والصلوة والسلام عليك يا من لا نبي بعده  
الجواب بعون الوهاب۔

زید کا تدویر قرآن کو بدعت کہنا سراسر غلطی پر مبنی ہے کیونکہ بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) بدعت حسنہ۔ (۲) بدعت سیئہ۔

پھر حسنہ کی تین قسمیں ہیں:

(۱) واجبہ (۲) مندوبہ (۳) مباح

اور سیئہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) بدعت محرمہ (۲) بدعت مکروہ

تو بدعت کے کل پانچ اقسام ہوئے جس طرح شرح مسلم نووی تفسیر روح المعانی، الحاوی للفتاویٰ، مرقاة شرح مشکوٰۃ، اشعة لمعات شرح مشکوٰۃ اور فتاویٰ شامیہ میں ہے۔

اب زید سے دریافت امر ہے کہ بدعت قبیحہ سے کونسی بدعت مراد ہے اگر بدعت محرمہ مراد ہے بطریق اولیٰ دلیل کی ضرورت ہے اور اگر مکروہ مراد ہے پھر بھی دلیل کی ضرورت ہے کیونکہ مکروہ بھی امر شرعی ہے اور امر شرعی کے لئے دلیل کی ضرورت ہو ا کرتی ہے جس طرح فتاویٰ شامیہ میں ہے:

لان الکراهة حکم شرعی فلا بدله من دلیل۔ (شامی)

کیونکہ کراہت ایک حکم شرعی ہے اور اس کے لئے دلیل ضروری ہے تو زید کو چاہیے کہ وہ اپنے اس دعویٰ پر یعنی تدویر قرآن کو بدعت قبیحہ کہنے پر دلیل پیش کرے ورنہ ایسا دعویٰ باطل ہے کیونکہ یہ قاعدہ ہے جس طرح کتب اصول میں صراحت مذکور ہے۔



والاحتجاج بلا دليل باطل وعند الجمهور ليس بحجة اصلاً لا في  
النفي ولا في الاثبات لقوله تعالى (وقالوا لن يدخل الجنة الا من كان هوداً  
او نصارى تلك امانتهم قل هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين) امر النبي  
ﷺ بطلب الحجة والبرهان على النفي والاثبات۔ (نور الانوار)

• **ترجمہ:** ”بغیر دلیل کے کسی چیز کے نفی کرنے کا دعویٰ باطل ہے یعنی اگر  
کوئی یہ کہے کہ یہ حکم ثابت نہیں ہے کیونکہ دلیل نہیں اس قسم کی بات کرنی باطل ہے۔  
اور جمہور کے نزدیک بالکل حجت نہیں ہے نہ اثبات میں اور نہ ہی نفی میں جس طرح اللہ  
تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یہود اور نصاریٰ نے کہا کہ جنت میں صرف یہود یا نصاریٰ داخل  
ہوں گے یہ ان کے خواہشات ہیں اے محمد ﷺ ان دونوں فریقوں سے اپنے اپنے  
دعوؤں نفی اور اثبات پر دلیل طلب کریں تو گویا یہ اللہ کا حکم ہوا کہ کوئی بھی کسی قسم کا  
دعویٰ کرے تو دلیل پیش کرے۔“ تو قرآنی آیت کی رو سے زید کو چاہیے کہ وہ اپنے  
دعویٰ یعنی تدویر قرآن کو بدعت قبیحہ کہنے پر دلیل پیش کرے اور زید کا یہ کہنا کہ تدویر  
قرآن اولہ اربعہ میں نہیں اس لئے بدعت ہے یہ احتجاج بلا دلیل ہے اور یہ باطل ہے جس  
طرح ہم نے ذکر کیا۔ لہذا زید کو اس قسم کے نازیب الفاظ کہنے سے توبہ کرنی چاہیے۔

### راہ حق سے دشمنی مولانا نور شاہ دیوبندی کا فتویٰ

زید کا یہ کہنا کہ مسئلہ تدویر قرآن کا حضور ﷺ کے عمل اور صحابہ کے عمل  
سے بلکہ آسمانی دلیل سے ثبوت ہونا ضروری ہے یہ شریعت مطہرہ سے لاعلمی کی واضح  
دلیل ہے اور بنیاد فاسد ہے کیونکہ جو یہ خیال کرے کہ فضائل صرف حضور ﷺ کے

فعل میں منحصر ہے اس نے راہ حق سے بغض اور دشمنی کی، مولانا نور شاہ دیوبندی لکھتے  
ہیں:

اعلم ان الفضائل والبرغائب لا تنحصر في ما ثبت فيه فعله ﷺ  
فمن ظن ان الفضل فيما ثبت عمله ﷺ فقط فقد حاد عن طريق الصواب  
وبنى اصلاً فاسداً۔ (فیض الباری)

• **ترجمہ:** ”فضائل اور ترغیبات حضور ﷺ کے فعل میں منحصر نہیں ہیں  
پس اگر کوئی یہ گمان کرے کہ فضل صرف حضور ﷺ کے فعل میں ہے، اس نے راہ  
صواب سے دشمنی کی اور ایک فاسد اصل کی بنیاد ڈالی۔“

• **قاعدہ:** ہر جزیہ کی تصریح ضروری نہیں کیونکہ یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ  
مفہیم کتب معتبر ہوتے ہیں یہ نہیں کہ ہر مسئلہ کی تصریح بھی ضروری ہوگی۔  
جس طرح ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

ومن القواعد المقررة ان مفاهيم الكتب معتبرة وليس كل مسألة  
مصرحاً بها فان الوقائع والحوادث تتجدد بتتجدد الازمان ولو توقف  
على التصريح بكل حادثة لشق الاثر على العباد بل يذكر قواعد كلية  
تندرج فيها مسائل جزئية فيجوز للمفتي استخراجها من ذلك۔  
(رسائل ابن عابدین)

• **ترجمہ:** مقرر شدہ قاعدوں میں سے ایک قاعدہ یہ بھی ہے کہ مفہیم کتب  
کا اعتبار کیا جاتا ہے یہ ضروری نہیں کہ ہر مسئلہ کی تصریح بھی ہو کیونکہ واقعات و  
حوادث بتجدد زمانہ کے لئے نئے ہوتے ہیں اگر ہر واقعہ کی تصریح ہر وقت کیا جائے تو  
لوگوں پر معاملہ مشکل ہو جائے گا بلکہ آئمہ کرام قاعدہ کلیہ ذکر کرتے ہیں اور ان کے



تحت جزئیات مندرج ہوتے ہیں اور مفتی کے لئے ان کا استخراج جائز ہے۔  
 کلیات سے جو جزئیات نکل آئیں انہیں غیر منقولہ نہیں کہنا چاہئے جس طرح  
 رسائل میں ہے :

فان المسائل المدونة في الفقه انما يتكلمون عليها من حيث کلیات  
 تھا لا من حيث جزئیاتھا فلا يقال في الجزئیات التي انطبق عليها احکام  
 الکلیات انها غیر منقولہ ولا مصرح بها۔

**ترجمہ :** کتب فقہ میں جو مسائل مدون ہیں فقہاء ان سے بحیث کلیات کے  
 بحث کرتے ہیں، جزئیات کے اعتبار سے بحث نہیں کرتے ہیں۔ ان جزئیات کے متعلق  
 جن پر احکام کلیات منطبق ہوتے ہیں کوئی نہ کہے کہ یہ جزئیات منقول نہیں ہیں اور نہ  
 ہی ان کی تصریح ہے کیونکہ بہت سے مسائل ایسے ہیں کہ متقدمین نے ان کی تصریح  
 نہیں کی۔

چنانچہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں :

کم من مسئلة لم يوجد فيها نص عند المتقدمين۔

ہماری سابقہ تقریر سے خوب واضح ہوا کہ ہر ایک مسئلہ کا قرآن و حدیث میں  
 ثبوت نہ ملنا اس مسئلہ کی ناجائز ہونے کی دلیل نہیں ہے اگر ہم زید کی بات کو مان لیں کہ  
 ہر مسئلہ کیلئے آسانی و دلیل ضروری ہے تو لازم آئے گا کہ مندرجہ ذیل اشیاء میں سود جائز  
 ہے، مثلاً کاغذی روپے، مکئی، چاول، ہر قسم کے دال اور لوہا وغیرہ۔ کیونکہ ان اشیاء  
 کا قرآن و حدیث میں کہیں بھی ذکر نہیں ہے، قرآن میں صرف اتنا ہے کہ سود حرام ہے  
 لیکن یہ نہیں بیان کیا کہ کس چیز میں۔

حدیث میں صرف چھ چیزوں کا ذکر ہے۔

(۱) دنا۔ (۲) چاندی۔ (۳) گندم۔ (۴) جو۔ (۵) نمک (۶) کھجور۔  
 فقہاء کرام نے ان چھ چیزوں کے علاوہ اشیاء کو ان پر قیاس کر کے سود کو  
 حرام ٹھہرایا۔

اسی طرح قرآن پاک میں صرف روزہ کے فدیہ دینے کا ذکر ہے، فقہاء کرام  
 نے باقی عبادات روزہ پر قیاس کئے اور فدیہ دینے کا حکم دیا اور بصورت ناداری حیلہ کرنے  
 کا حکم دیا۔ چونکہ فدیہ میں ہر وہ چیز دی جاسکتی ہے جو مال ہو چونکہ قرآن پاک بھی مال  
 مسموم ہے لہذا قرآن پاک کا فدیہ میں دینا جائز ہے۔

**مسئلہ :** فدیہ و تدویر فدیہ مع الصفت قرآن، حدیث، اجماع امت اور قیاس  
 سے ثابت ہے جیسے قرآن مجید میں ہے۔ وعلى الذين يطيقونه فدية طعام  
 مسکین۔

تفسیرات احمدیہ میں ہے :

وكان المعنى وعلى الذين لا يطيقونه فدية طعام مسکین۔

**ترجمہ :** ”وہ لوگ جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے وہ فدیہ دیں۔“

ثم الفدية ان يطعم لكل يوم لمسکین واحد نصف صاع من بر او  
 دقيقة او صاعاً من تمر او شعیر۔ (تفسیرات احمدیہ)

**ترجمہ :** ”فدیہ کا طریقہ یوں ہو گا کہ ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو  
 نصف صاع گندم یا آٹا یا پورا صاع کھجور یا جو کا دیا جائے گا۔“

حدیث شریف میں ہے :

عن ابن عمر من مات وعليه صيام شهر فليطعم عنه وليه مكان

(کنز العمال)

کل يوم مسکینا۔



**ترجمہ :** ”حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے اگر کوئی وفات پا جائے اور اس کے ذمے رمضان المبارک کے روزے ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے ہر روز کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔“

جس طرح فدیہ روزوں کا دیا جاتا ہے اسی طرح مندرجہ ذیل عبادات کا بھی دیا جاتا ہے :

- (۱) نمازوں کا فدیہ (۲) زکوٰۃ کا فدیہ (۳) حج کا فدیہ
- (۴) نوافل جو شروع کرنے کے بعد فاسد کے لئے ہوں اور قضاء نہ کئے ہوں۔
- (۵) ہر سجدہ تلاوت کا فدیہ (۶) نذر (۷) قربانی (۸) عشر (۹) حراج (۱۰) کفارہ قتل خطاء (۱۱) ظہار (۱۲) نفقہ واجبہ (۱۳) صدقہ مندور (۱۴) اعتکاف مندور اور اس کے علاوہ جو تفصیل رسائل ابن عابدین میں درج ہے۔ (رسائل ابن عابدین صفحہ ۲۱۱)

## تدویر فدیہ

مذہب حنفیہ کی تمام معتبر کتابوں میں مثلاً فتاویٰ قاضی خان، خلاصۃ الفتاویٰ، فتاویٰ عالمگیری، بحر الرائق، جامع الرموز اور مشہور زمانہ فتاویٰ شامی میں بغیر کسی انکار کے مسئلہ تدویر فدیہ درج ہے۔ یہاں پر صرف علامہ ابن عابدین شامی کی کتاب رسائل ابن عابدین پر اکتفا کروں گا۔

ونص علیہ اهل المذهب ان الواجب اذا كثر اذار واصرة مشتملة على نقود او غيرها كجواهر او حلى او ساعة وبنو الامر على اعتبار القيمة وللادارة الصرة طرائق احسنها ان يعطى الوصى الصرة الى الفقير على انها

فدية عن صلاة يقدرها ويقول له خذ هذه الصرة عن فدية صلوات سنة او عشر سنين مثلاً عن فلان بن فلان الفلانی . او ملكتك هذه عن فدية صلوات سنة عن فلان ويقبلها الفقير و يقبضها ويعلم انها صارت ملكاً له ويقول الفقير هكذا وانا قبلتها وتملكتها منك ثم يعطى ها الفقير الى الوصى بطريق الهبة ويقبضها الوصى ثم يعطيها الوصى الى الفقير الاخر وياخذها منه على نحو ما ذكرنا وهكذا يفعل الوصى حتى يستوعب الفقرا ويستوعب قدر ما على الميت من الصلوات ثم يفعل كذلك عن الصوم وعن جميع ما ذكرنا من الصيام والاضحية ثم بعد تمام ذلك كله ينبغي ان يصدق على الفقرا بشيء من ذلك المال او بما اوصى به الميت۔

**ترجمہ :** ”اہل مذہب نے تصریح کی ہے کہ جب واجبات میت کے ذمہ زیادہ ہوں تو ورثاء ایک تھیلی کا تدویر کرے جو نقد دیا اس کے علاوہ جیسے جواہر، زیورات وغیرہ پر مشتمل ہوں اور ان کی قیمت کا اعتبار ہو اور زور کے بہت سے طریقے ہیں لیکن بہترین طریقہ یہ ہے کہ وصی ایک فقیر کو ایک اندازہ شدہ نمازوں کے بدلہ میں اس تھیلی کو دے اور فقیر کو کہے یہ تھیلی ایک سال یا دس سالوں کے نمازوں کے فدیہ فلان بن فلان کی طرف سے لے یا وارث فقیر کو کہے میں نے تمہیں ایک سال کے نمازوں کے فدیہ کا مالک بنا دیا فقیر قبول اور قبضہ کرے اور یہ جانے کہ یہ میری ملکیت ہو گئی۔ فقیر کہے میں نے اسی طرح قبول کیا اور تمہاری طرف سے اس مال کا مالک ہو گیا پھر فقیر وارث کو بطریق چھ دے اور وصی قبضہ کر لے پھر وصی دوسرے فقیر کو دے اور فقیر مذکورہ طریقہ سے لے اسی طرح وارث کرتا جائے۔ یہاں تک کہ فقر کا احاطہ ہو جائے اور میت پر جو نمازیں ہیں اس کا بھی احاطہ ہو جائے پھر اسی طرح روزوں اور قربانی



اور تمام عبادات کے لئے حیلہ کیا جائے جو تفصیلاً ذکر ہوئے پھر مناسب ہے کہ فقر آپس میں سے کچھ صدقہ کیا جائے۔

## احتیاطاً حیلہ کیا جائے

علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں:

هكذا ينبغي ان يفعل وان كان الشخص محافظاً على صلواته احتياطاً خشية ان يكون وقع خلل ولم يشعر به. (رسائل ابن عابدین)  
”اسی طرح یہ حیلہ احتیاطاً اس شخص کے لئے جائے جو نمازوں کا پابند ہو۔ ہو سکتا ہے کہ لاشعوری میں اس کی نمازوں میں خلل واقع ہو۔“

## قرآن پاک کا فدیہ میں دینا

فدیہ میں ہر وہ چیز دی جاسکتی ہے جو مال ہو اور مال کی تعریف یہ ہے (ما یمیل الیہ الطبع ویمکن اذ خاره لوقت الحاجة) مال وہ شے ہے جس کی طرف طبع مائل ہو وقت حاجت کے لئے اس کا ذخیرہ کرنا ممکن ہو مال مقنوم وہ ہے (ما یحل به الانتفاع شرعاً) جس کے ساتھ شرعاً انتفاع جائز ہے۔ (شامی)

تو اس اعتبار سے قرآن پاک بھی مال مقنوم ہے کیونکہ قرآن سے نفع جائز ہے۔

## قرآن کا مال ہونا

قرآن مال مقنوم ہے کیونکہ کسی کے پاس مصاحف ہوں اور وہ دو سو درہم کے مساوی ہوں اور ان مصاحف کی طرف اس کی احتیاج نہ ہو تو ایسے شخص کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔

عامگیری میں ہے:

وكذا لو كان عنده من المصاحف وهو يحتاج اليه وان كان لا يحتاج اليه وهو يساوي مائتي درهم لا يجوز صرف الزكاة اليه ولا يجوز له اخذها۔

نیز مال میں ملکیت اور زوال ملکیت کے اسباب جاری ہوتے ہیں تو اس اعتبار سے بھی قرآن مال ہے کیونکہ اس میں بھی زوال ملکیت اور ملکیت کے اسباب جاری ہوتے ہیں، جس طرح در مختار میں ہے:

حمامی وضع المصحف الرهن في صندوقه ووضع عليه قصعه ماء للشرب فانصب المأعلى المصحف فهلك ضمن ضمان الرهن۔  
قرآن میں وراثت جاری ہے اور وراثت مال میں جاری ہوتی ہے لہذا قرآن بھی مال ہے۔

حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

مما يلحق المؤمن من عمله وحسناته بعد موته علماً علمه ونشره وولداً صالحاً تركه او مصحفاً ورثه۔ (مشکوٰۃ شریف)

نیز مال کی خرید و فروخت جائز ہوتی ہے تو اسی طرح قرآن کی بیع و اشتراک بھی

جائز ہے کیونکہ مال ہے۔



در مختار میں ہے :

و نصحيح شراء كافر مسلماً و مصحفاً مع الاجبار على احراجهما

عن ملكه -

اور بیع حقیقہ قرآن کی نہیں ہے بلکہ یہ بیع اور اق اور عمل کا تب کی ہوتی ہے۔

جس طرح تفسیر روح البیان میں ہے :

وبيع المصحف ليس بيع القرآن بل هو بيع الورق وعمل ابدي

الكاتب -

### علماء دیوبند کا فتویٰ

قرآن پاک فدیہ میں دینا ایک مسلمہ مسئلہ آج تک کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا علماء دیوبند نے بھی قرآن مجید کے فدیہ میں دینے کو جائز قرار دیا بلکہ مفید قرار دیا چنانچہ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جو ایک نمائندہ کتاب ہے ملاحظہ فرمائیں لکھتے ہیں :

سوال ۲۰۲۱ : حیلہ اسقاط کی تین قسمیں ہیں جو فقہ کی معتبر کتابوں

میں مرقوم ہیں کہ میت کی جملہ قضاء فرائض و واجبات وغیرہ شمار کر کے اس کے فدیہ میں جو گندم مقرر ہو تو پھر کچھ گندم لاکر یا مقرر گندم کی قیمت مقرر کر کے پھر ایک ناشئی ذی قیمت وارث فقیر کو دے۔ اور پھر فقیر وارث کو اور پھر وارث فقیر کو، اسی طرح تکرار کرتے رہیں حتیٰ کہ فدیہ کی مقرر گندم کی قیمت پوری ہو جاوے تو فدیہ ادا ہو گیا نہیں۔

سوال نمبر ۲۰۲۲ : میت کا وارث قرآن مجید کی قیمت اس فدیہ

میں مقرر گندم کے برابر کر کے ایک مایا فقیر کو بیع کر دے اور وہ قیمت اس پر قرض کر کے وہ قرض میت کے اس فدیہ مقررہ کے لئے عوض اس مشتری کو بخش دے۔

سوال ۲۰۲۳ : میت کا وارث قرآن مجید کی قیمت میت کے

فدیہ میں مقرر گندم کے برابر کر کے ایک مایا فقیر کو وہ قرآن مجید یکبارگی اس فدیہ کے عوض بخش دے یہ تینوں صورتیں درست ہیں یا نہیں۔

الجواب : ان میں سے جس حیلہ کو بعض فقہاء نے لکھا

ہے وہ بصورت ناداری و افلاس ورثہ محض سے تبرع کے طریق سے فقہاء نے لکھا تھا کہ ضرورت اگر ایسا کر لیا جاوے تو امید ہے کہ میت کے ذمہ کے فرائض ادا ہو جاویں۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند - جلد ۴ - صفحہ ۷۱)

علماء دیوبند کے پیرومرشد مولانا رشید احمد گنگوہی

لکھتے ہیں

سوال : بعد مرنے کے جو طرائق اسقاط عوام کرتے ہیں کہ فرائض و

واجبات تجویز کر کے اس کے فدیہ میں جو گندم وغیرہ مقرر ہوئے ان کے عوض ایک کام اللہ شریف دے کر سب سے بری دین الذمہ ہو جاتے ہیں لہذا طریق مردوجہ ثابت اور جائز ہے یا نہیں۔

الجواب : حیلہ اسقاط کا مفلس کے واسطے علماء نے وضع کیا تھا حق

تعالیٰ نیت سے واقف ہے، مفلس کے واسطے بشرط صحت نیت ورثہ کیا عجب ہے کہ مفید



(مولانا رشید احمد گنگوہی، فتاویٰ رشیدیہ - صفحہ ۱۵۰)

ہو۔

جس طرح سابقہ بیان سے تفصیلاً معلوم ہوا کہ قرآن مال ہے تو اس مالیت کے اعتبار سے قرآن مجید کا فدیہ میں دینا جائز ہے جس طرح گندم، مکی، سونا، چاندی کی تدویر جائز ہے اسی طرح قرآن کی تدویر بھی جائز ہے۔ چنانچہ فتاویٰ نور الہدیٰ، فتاویٰ واحدی، فتاویٰ قاسمیہ، وجیز الصراط، سیف المقلدین، فتاویٰ ہمایونی اور دیگر فتاویٰ حیات میں ہے:

### طریقہ اسقاط :

از مرد و دوازده سال دور کنند و از زن نہ سال و بقیہ عمر وی شمرند و زریازرینہ بطریق عاریت گرفتہ از صاحب زریہ خشکند تا ملک کنندہ در آید و اگر میسر نہ گردد مصحف درست بیارند کہ در ملک آل اسقاط کنندہ باشد یا کہ خشک و او قبول کند و مصحف در غلاف کند و سال میت ر بلا احتیاط شمار کنند پنج سال اور اسقاط کند و مصحف بردست گیرد و با کسی کہ قبول میکنند بگوید کہ قرآن مجید بھمت اسقاط پنج سالہ صلوات، وصیایات و زکوٰۃ و سجدہائے تلاوت و سمو و نذرات و انچہ بریں میت فرض و واجب بود و بھدیہ ساقط شود و حالاً از ادای آل عاجز است بدلہ او قبول کردی قبول کنندہ گوید قبول کردم و قبول کنندہ باز کلام اللہ ربان اسقاطی خشک بھیں طریق کنند تا آن زمان کہ سال عمر تمام شد۔

### ترجمہ :

”مرد کی عمر بارہ اور زنانہ کی عمر نو سال نکالیں جائیں اور باقی شمار کی جائے، سونا عاریت لے لیا جائے اور صاحب زر سے خشک کر دے تاکہ اسقاط کنندہ کی ملکیت میں آجائے اور اگر یہ زر وغیرہ میسر نہ ہو تو کامل قرآن پاک لے آئے ہو اسقاط کی ملکیت میں ہو یا کوئی خشک دے اور یہ اسقاط کنندہ قبول کرے اور مصحف کو غلاف میں کرے اور میت کے سال احتیاط کے ساتھ پانچ پانچ سال شمار کرے اور ان کو

ساقط کرے اور قرآن کو ہاتھ میں پکڑے اور جو قبول کرے اسے کہے کہ میت کے پانچ سالہ نمازوں، روزوں، زکوٰۃ، سجدہ ہائے تلاوت، سمو، نذورات اور عبادتیں جو اس پر واجب تھیں کہ فدیہ سے ساقط ہو جائیں ہیں اب میت اس کے ادائیگی سے عاجز ہے قرآن کو اسقاط کی جت سے ان عبادتوں کے بدلہ میں قبول۔ قبول کرنے والا کہے میں نے قبول کیا اور قبول کرنے والا دوبارہ کلام اللہ کو اسقاط کنندہ کو بخشش کرے اسی طرح کرتا جائے یہاں تک کہ میت کے عمر کے سال ختم ہو جائیں۔

### قاعدہ

مفکرین تدویر قرآن کے سامنے جب متاخرین احناف کے فتاویٰ اجات پیش کئے جاتے ہیں تو صرف ضد و عناد کی بناء پر یا قانون شرعی سے لاعلمی کی وجہ سے ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک مضبوط قانون ہے کہ اگر کسی مفتی کا فتویٰ اصول اور کتب معتبرہ کے موافق ہو تو اس پر عمل کرنا جائز ہے جس طرح علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

ان ههنا قاعدة مقررة وهي ان المسائل الفقهية ان كان ماخذها معلوماً مشهوراً من الكتاب والسنة والاجماع فلا نزاع فيها لاحد والابان كانت اجتهادية ينظر ان نقلها مجتهد لزم اتباعه بلا مطالبة بالدليل والافان نقلها عن مجتهد واثبت نقله فكذلك والافان ينقل من قبل نفسه او مقلداً آخر او اطلق فان بين دليلاً شرعياً فلا كلام والا ينظر فان وافق الاصول والكتب المعتبرة يجوز العمل به۔

(رسائل ابن عابدین شامی)

یہاں ایک مضبوط قاعدہ ہے وہ یہ کہ مسائل فقہیہ کا ماخذ اگر قرآن و سنت



اجماع میں سے معلوم ہو تو اس کے ماننے میں کسی کو نزاع نہیں ہے اگر مسئلہ فقہی  
اجتہادیہ ہو تو دیکھا جائے گا کہ اگر ناقل مجتہد ہو تو پھر کسی دلیل کو طلب کرنے کے لیے  
اس کا اتباع لازم ہے اور اگر ناقل مجتہد نہیں ہے بلکہ کسی مجتہد سے نقل کیا ہے اور اس  
کی نقل ثابت ہے تو پھر اتباع لازم ہے اگر ناقل اپنی طرف سے یا کسی اور مقلد سے نقل  
کرتا ہے یا مطلق چھوڑتا ہے اگر دلیل شرعی بیان کی ہے تو بھی اتباع لازم ہے اور اگر  
دلیل ذکر نہیں کی اور یہ فتویٰ اصول اور کتب معتبرہ کے موافق ہے تو اس پر عمل جائز  
ہے۔ مسئلہ تدویر قرآن اصول فقہ اور فقہ حنفیہ کے کتب معتبرہ کے موافق ہے جس  
طرح سابقہ تحریروں سے واضح ہو گیا انداز یہ عمل درست اور موافق شرع ہے۔

## تدویر فدیہ مع القرآن کا فائدہ

کوئی بھی شرعی فعل بے غرض نہیں ہے۔ اس شرعی عمل کا کوئی نہ کوئی فائدہ ہوتا  
ہے۔ اگر عقل کے ترازو سے تولایا جائے تو وہ عبث نظر آتا ہے لیکن شریعت مطہرہ میں عقل کا  
عمل نہیں ہوتا۔ عقل صرف ایک آلہ ہے۔ حضرت علیؑ سے کسی نے پوچھا کہ آیا شرعی امور  
میں عقل دخل انداز ہے یا نہیں؟ تو حضرت علیؑ نے جواب دیا کہ تم موزوں پر نیچے سے مسح  
کرتے ہو یا موزوں کے اوپر مسح کرتے ہو؟ تو سائل نے جواب دیا کہ ہم اوپر والے  
مسح کرتے ہیں۔ حضرت علیؑ نے جواب دیا کہ یہی شریعت ہے اور عقل کہتی ہے کہ  
نیچے سے مسح کیا جائے۔ کیونکہ گندگی نیچے سے لگتی ہے۔ لیکن عقل کا اعتبار نہیں ہے۔  
اسی طرح عقل محض والا مسئلہ تدویر فدیہ مع القرآن کو عبث سمجھتا ہے لیکن وہ شخص جو  
عقل سلیم کو شریعت کے تابع کرے، وہ اسے عبث نہیں فائدہ مند سمجھتا ہے۔ کیونکہ دائرہ میں  
پیشے ہوئے شخص کو بھی اتنا ثواب ملتا ہے جتنا فدیہ دینے والے کو ملتا ہے۔  
جس طرح حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

لَوْ اَنَّ الصَّدَقَةَ جَرَتْ عَلَى يَدَي سَبْعِينَ اَلْفَ اِنْسَانٍ كَانَ اَجْرُ  
اٰخِرِهِمْ مِثْلَ اَجْرِ اَوَّلِهِمْ. (کنز العمال)

”اگر صدقہ ستر ہزار آدمیوں کے ہاتھوں سے منتقل ہوتا ہو کسی آدمی کو ملے، ہر  
آخری شخص کو اتنا ثواب ملے گا جتنا پہلے شخص کو ملے گا۔“

اسی حدیث کی بناء پر فقہاء نے حیلہ اسقاط کو جائز قرار دیا ہے۔

حیلہ اسقاط مفاسد کے لئے ہے جس طرح فتاویٰ دارالعلوم دیوبند اور رشید احمد  
کنگواہی صاحب کے حوالہ سے گزر چکا ہے۔



اس وقت سب ہی لوگ مفلس ہیں الا ماشاء اللہ۔

مثلاً ایک نماز کا فدیہ آج کل تقریباً اٹھارہ روپے ہے۔

ایک دن کا فدیہ (ایک دن میں چھ نمازیں ہیں و تروں کے ساتھ) 108 روپے

ایک سال کا فدیہ۔۔۔۔۔ 38880 روپے

ساٹھ سال کا فدیہ۔۔۔۔۔ 2332800 روپے

یہ صرف تخمینہ نماز کا فدیہ ہے۔ علیٰ ہذا القیاس روزوں، قسم، قربانی وغیرہ کے کفارے تو اس سے ہر ایک انسان عاجز ہے۔

ہاں اگر کوئی کہے کہ میں نے سب نمازیں، روزے وغیرہ ادا کئے ہیں تو جواباً عرض ہے کہ عبادات کے قبول ہونے کا یقین کسی کو بھی نہیں ہے، صرف امید ہے۔ نیز ان کی ادائیگی میں کوتاہی کا بھی احتمال ہے۔ اسی لئے تو علامہ ابن عابدین شامی نے فرمایا کہ پھر بھی احتیاطاً حیلہ کیا جائے۔

## تدویر فدیہ کی شرائط

علامہ ابن عابدین شامی منۃ الجلیل لبيان اسقاط ما علی الذمة من کثیر و قليل رسالہ میں فرماتے ہیں:

۱۔ فدیہ دینے والے کو چاہئے کہ وہ تدویر فدیہ کے وقت جملہ استفہامیہ سے اجتناب کرے۔ یعنی یوں نہ کہے کہ کیا تو نے اس فدیہ کو قبول کر لیا؟ بلکہ یوں کہے کہ یہ فلاں کی نمازوں کا فدیہ ہے، اس کو لے لیں۔

۲۔ تدویر فدیہ کے وقت ایجاب و قبول میں جلدی نہ کرے بلکہ وصی اور فقیر اپنے

اپنے ہاتھوں میں لے لیں تاکہ دفع اور ہبہ قبضہ اور تسلیم سے پورے ہو جائیں۔

۳۔ دائرہ میں مالدار، بچہ اور مجنوں نہ ہوں۔

۴۔ کوئی اجنبی شخص تدویر نہ کرے۔ ہاں اگر وارث کی اجازت ہو۔

۵۔ شراکت داروں کی اجازت سے تدویر کرے اور فدیہ دے۔

۶۔ دوران تدویر فقیر کو فدیہ ملکیت کی نیت سے دینا۔

۷۔ دائرہ میں بیٹھے ہوئے فقراء کی دلجوئی کے لئے کچھ دینا۔



## نشان منزل

محمد منشا تابش قصوری

بسم الله الرحمن الرحيم

”القول المحتاط فی جواز الحيلة والاسقاط“ حضرت علامہ مولانا غلام جان ہزاروی قادری رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ خلیفہ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ اپنی نوعیت کی مختصر مگر نہایت جامع تصنیف ہے۔ جو نصف صدی قبل لکھی گئی اور عجیب اتفاق ہے کہ اسی مسئلہ پر اسی نام سے مولانا علامہ اظہار اللہ ہزاروی زید مجدہ نے کتاب قلم فرما کر تاریخ کو تازہ فرمایا اور دنیائے اسلام کے عظیم اشاعتی ادارے ”رضا اکیڈمی“ نے اپنے طباعتی معیار کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے ان دونوں رسائل کو یکجا شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہمیں یہ تحقیقی رسائل مولانا غلام فرید صاحب ناظم اعلیٰ تعلقات عامہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کی وساطت سے دستیاب ہوئے اول الذکر رسالہ موصوف نے حضرت علامہ مولانا مظفر اقبال صاحب قادری رضوی لاہوری جو حضرت مصنف کے گرامی قدر فرزند دلبند اور علمائے اہل سنت میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ جلیل القدر فاضل ہونے کے ساتھ ساتھ خاموش فطرت اور حلیم الطبع عالم ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کے علمی فیضان کو مزید پروان چڑھائے اور خاص و عام زیادہ سے زیادہ مستفیض ہوں۔

رضا اکیڈمی لاہور اپنی اشاعتی سرگرمیوں کے باعث بین الاقوامی سطح پر تاریخ کا ایک حصہ بن چکی ہے۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی اور دیگر اہل قلم سنی علماء کرام کی علمی تحقیقی، تاریخی، مسلکی کتب کی عمدہ ترین اشاعت اور مفت تقسیم کرنا اس کا طرہ امتیاز ہے۔ ادارہ کی تمام تر کامیابی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہ کرم کا نتیجہ ہے جس کے باعث ایثار پسند بے لوث صاحبان ثروت و معاونین اس کی سرپرستی فرما رہے ہیں۔ نیز محترم المقام حضرت الحاج جناب محمد مقبول احمد ضیائی قادری مدظلہ رضا کا زکی ترقی کے لئے شب و روز ”والہانہ سرمستی سے وقف جملہ خدمات رضا کارانہ طور پر سرانجام دے رہے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ رضا اکیڈمی لاہور کو مزید کامرانی سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

فتنہ: محمد منشا تابش قصوری

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور خطیب مرید کے

۱۰- اگست ۲۰۰۲ء

جساء الحق وذہق الباسل ان الباطل کان ذہوقا

تازیانہ بر فرق جہول زمانہ

الحمد للہ یہ رسالہ وہابیوں کو غیظ و غضب میں لانے والا احناف کا اُجالا چار مسائل کا قبالہ۔ مسئلہ جواز حیلہ و اسقاط و مسئلہ جواز جماعت ثانیہ و مسئلہ جواز شہادتیں کا کفنی پر لکھنا و مسئلہ جواز دعاء بعد نماز جنازہ۔ ہر چہار مسائل کا ثبوت قرآن پاک و حدیث سرور کائنات و کتب فقہ حنفیہ احناف سے کیا گیا۔ مصدقہ علمائے ثقافت اہل سنت و جماعت

۱۹۵۱ء

لاہور موسمی باس

۱۳۷۱ھ

۲۳ مئی

۱۶ شعبان

## القول المحتاط

فی جواز

## الحيلة والاسقاط

یہ مبارک فتویٰ

حق کا حامی و مددگار وہابیہ کے لیے ننگی تلوار جس میں ان کے عقائد و مکائد کا پورا اظہار مؤلفہ ابو مظفر مولانا مفتی محمد غلام جان قادری رضوی ہزاروی الاوگر ہوی ثم اللہ لاہوری خطیب و متولی اونچی مسجد ملا حان اندرون نکسالی دروازہ لاہور و سابق مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور پاکستان

باہتمام

قاضی عبدالقدوس صاحب مظفر آبادی



## حَامِدًا وَمُسْلِمًا وَمُصَلِّيًا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ الْقُرْآنَ وَسِيلَةً لِلنَّجَاتِ وَحِيلَةً  
لِلْإِسْقَاطِ السَّيِّئَاتِ وَكَفِيلَةً لِمُكْفَرَاتِ الذُّنُوبِ  
وَالْخَطِيئَاتِ وَجَعَلَ كِتَابَةَ الشَّهَادَتَيْنِ عَلَى الْكَفْرِ نَجَاتًا  
مَنْ النَّكِيرَيْنِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ  
وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَذُرِّيَّتِهِ وَعِطْرَتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَعَشِيرَتِهِ  
أَجْمَعِينَ ۝

یا صاحب الجہاں یا سید البشر      من وجہک المیر لقد نور القمر  
لا یملکن الشاء کما کان حقہ      بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

## استفتاء

مرسلہ جناب قاری محمد سعید صاحب پیش امام مسجد ثنائی نوالی مانسہرہ ضلع ہزارہ  
مکرم المحترم جناب مفتی محمد غلام جان صاحب زید مجتہد السلام علیکم ورحمۃ اللہ و  
برکاتہ۔

سوال اول: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین رحمہم اللہ تعالیٰ اس  
مسئلہ میں کہ تحویل یعنی دورہ قرآن پاک جو حیلہ و اسقاط کے نام سے اطراف و اکناف  
میں مشہور و معروف ہے اس کو اکثر علماء جائز و مشروع قرار دیتے ہیں اور بعض اس کو  
ناجائز و ممنوع سمجھتے ہیں فرمائیے کیا مجوزین حق بجانب ہیں یا مانعین۔  
سوال دوم: کیا جماعت ثانی یعنی جس مسجد میں ایک دفعہ جماعت مستحب وقت  
میں بطریقہ مسنون ہو چکی ہو اس میں دوسری جماعت اسی وقت میں جائز ہے یا نہ بیسوا  
توجروا۔

سوال سوم: کیا بعد نماز جنازہ میت کے لئے جو دعا مانگی جاتی ہے جائز ہے یا نہ  
اس دعا کو بھی بعض منع کرتے ہیں۔ بیسوا توجروا۔

سوال چہارم: کیا میت کی کفنی پر کلمہ شہادت لکھنا جائز ہے یا نہ۔ امید ہے کہ  
ہر چہار سوالات کے جوابات مفصل و مدلل بیان فرما کر مشکور و ممنون فرمائیں گے۔ بیسوا  
توجروا۔

جواب سوال اول:

اقول وبالله التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق۔ تحویل قرآن پاک جو



حیلہ و اسقاط کے نام سے اطراف و اکناف میں مشہور و معروف ہی شریعت محمدیہ و مذہب حنفیہ میں بلاشبہ جائز و درست ہے اور مجوزین حق بجانب ہیں اور یہی مسلک و عقیدہ اہلسنت و جماعت کا ہے اور مانعین وغیرہ بجانب حق ہیں اور یہ عقیدہ غیر مقلدین و ہائین ضالین مہملین کا ہے۔ یعنی قرآن پاک کو بمع فدیہ نقد و جس نماز روزہ قضا شدہ کا بطریقہ مذکور نعم البدل سمجھ کر ایک دوسرے مستحق صدقات خیرات کو دست بدست دے کر بطریقہ ایجاب قبول مروج مرہ بعد مرہ قبضہ کرنا عند الاحناف جائز ہے کہ اصل ہر چیز میں اباحت ہے تا وقتیکہ کوئی مانع شرعی موجود نہ ہو مزید تفصیل یہ ہے کہ حیلہ و اسقاط میت کے لئے قبل از جنازہ یا بعد از جنازہ جو کیا جاتا ہے۔ اس میں کوئی قباحت شرعی تو ہی نہیں اور ایصال ثواب صدقات و تبرکات و خیرات مالی و بدنی میں بھی علماء اہلسنت و جماعت کا اتفاق ہی کما حق فی مقام۔ اس حیلہ و اسقاط مروجہ میں بھی روزہ نماز قضاء شدہ و دیگر حقوق اللہ زبان عربی وغیرہ میں قرآن پاک اور کچھ نقد و جس کو نعم البدل گردان کر ایک مفلس مستحق صدقات خیرات دوسرے کو دوسرا تیسرے کو ملک و قبضہ کراتا ہے اس میں کون سی برائی ہے۔ اس حیلہ و اسقاط میں اس غفار کریم رحیم سے امید قبولیت کی جاتی ہے کہ وہ رب العزت بڑا رحیم کریم ہے بہت ممکن ہے کہ اس نعم البدل کو منظور فرما دے کہ انسان بوقت موت ادائیگی صوم و صلوٰۃ سے عاجز و قاصر تو ہو ہی جاتا ہے اور یہ حیلہ و اسقاط شریعت مطہرہ میں مذموم و ممنوع بھی نہیں۔

### سیدنا ایوب علیہ السلام

سے رب العزت نے فرمایا تھا کہ اے ایوب تم نے اپنی زوجہ کے بارے میں قسم کھائی تھی کہ اے بی بی میں تجھے سو لکڑی ماروں گا۔ اب تو ایک سوتیکے کا جھاڑو لے کر مار لے تاکہ تم اپنی قسم میں حاث نہ ہو۔ پھر سیدنا ایوب علیہ السلام نے ایسا ہی کیا کما قال اللہ تعالیٰ خذ بیدک ضعفًا فاضرب به ولا تحنث (الایہ) اس حیلہ و اسقاط

میں جب کہ کوئی امر غیر شرعی نہیں اور نہ ہی اس حیلہ و اسقاط کے کرنے سے قطعاً یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب عبادات مالی و بدنی میت کے ذمہ سے ادا ہو گئے۔ صرف یہ حیلہ و اسقاط ایک عمدہ وسیلہ ہے جس سے صوم و صلوٰۃ کو نعم البدل سمجھ کر رب العالمین سے امید قبولیت و منظوریت کی جاتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وابتغوا الیہ الوسیلہ۔ وہابی جو حیلے ویلے کا منکر ہے وہ گمراہ مردود خود بھی بغیر حیلے ویلے کے منہ میں روٹی بھی نہیں ڈال سکتا چنانچہ ہر ذی عقل پر یہ بات اظہر من الشمس ہے نماز روزہ حج زکوٰۃ قرآن پاک صدقات خیرات انبیاء اولیاء علماء سب حیلہ نجات ہیں اور اسی امید پر تلقین بعد تدفین میت بکلمہ حدیث لقنوا موتکم جائز و درست ہے۔ اس کی یعنی تلقین کی مکمل تفصیل فقیر نے اپنے رسالہ (تلقین و اذان علی القبر) میں کر دی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بعد تدفین میت کو پکار کر یوں کہا جائے یا فلاں ابن فلاں اذکر ربک و قل ربی اللہ ونبی محمد رسول اللہ واما می القرآن و دین الاسلام۔ اے فلاں بیٹے فلاں کے یاد کر اپنے رب کو اور کہو رب میرا اللہ ہے اور نبی میرا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور امام میرا قرآن پاک ہے اور میرا دین اسلام ہے اور یوں بھی آیا ہے۔ لقنوا موتکم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دخل الجنة اور مراد اس دخول سے دخول بلا عذاب ہے ورنہ ہر مسلمان داخل بہشت ہوگا۔ اس فدیہ کے متعلق رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔ وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین جن لوگوں کو طاقت فدیہ کی ہے۔ مسکین کو طعام کھلائیں یعنی جن کو طاقت روزہ رکھنے کی نہ ہو بدلے۔ روزے کے ایک مسکین کو فدیہ دے۔ الغرض یہ حیلہ و اسقاط جس میں قرآن پاک مع الفدیہ کا دورہ کیا جاتا ہے بلا ریب جائز و درست ہے اس میں قرآن پاک کی کوئی تحقیر و توہین نہیں محض وہابی کا پروپیگنڈہ ہے جس میں سیدھے سادھے لاعلم مسلمانوں کو قرآن پاک کی توہین بتا کر دھوکا و فریب دے کر اپنا الوسیدھا کرتا ہے۔

قاتلہم اللہ انسی یوفکون۔ بلکہ اس میں تو عین تعظیم قرآن پاک ہے۔ پڑے



میں لپیٹا ہوا نقد و جنس کے اوپر رکھا ہوا تبرک کا ایک مسلمان باوضو بطریقہ ایجاب قبول انکساری سے دوسرے کو بطور تعظیم میت مرحوم کی مغفرت کے لئے ہبہ کر کے معافی کا خواستگار ہوتا ہے مسلمان تو اس بے بہا قیمت والی کلام کو تعظیماً حیلہ و وسیلہ گردانتا ہے اور وہابی مردود اس کو تو چن بتاتا ہے۔ افلا تعقلون

برین عقل و دانش بیاید گریست مسلمانوں دیکھو وہابیہ خبا

خذلہم اللہ تعالیٰ رسومات اسلامیہ کو کس فریب و رویہ بازیوں سے ناجائز بلکہ شرک و کفر بتاتے ہیں۔ ان بے غیرتوں کو خالق سے تو شرم نہیں مگر خلق سے بھی شرم نہیں۔ طعن در حضرت الہی کن بے حیا باش ہرچہ خواہی کن

یریدون ان یطفئو نور اللہ بافوا ہہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ یہ حیلہ و اسقاط بطریقہ معلوم تمام مسلمانوں کا محبوب و مطلوب ہے مگر ان دشمنان دین کا غیر مرغوب مار آہ المسلمون حسناً فہو عند اللہ حسن جس کو مسلمان اچھا جائیں خدا بھی اس کو اچھا جانتا ہے۔ جناب مولانا مولوی غلام قادر صاحب بھیروی رحمۃ اللہ علیہ خطیب مسجد بیگم شای لاہور نے اپنی کتاب عکاذہ فی صلوة الجنائزہ میں بالتفصیل حیلہ و اسقاط کے جواز میں مبسوط تحقیق فرمائی۔

## استدلال

### تازیانہ اول

تذکرۃ السلوک مطبوعہ مراد آباد صفحہ ۴ میں ہے۔ ولعل الاکثر ماتعورف انہ یحاسب تمام عمرہ و یبیع مصحفاً و شیناً اخر بمقدار ہما من الفقیر فیقبض الفقیر المبیع و یصیر القدر المذكور دیناً علی ذمۃ ثم یقول المفدی اعطیتک هذا المقدار من الحنطة فی عوض فدیۃ فلان المیت و یقول الفقیر

قبلت۔ شای میں ہے۔ ثم اعلم انہ اذا اوصی بفدیۃ الصوم والصلوة یحکم بالجواز قطعاً لانہ منصوص علیہ۔ و اما اذا یوصی بالكفارة یعطى لكل صلوة نصف صاع مثلاً و یدفع لفقیر ثم یدفع الفقیر للوارث ثم و ثم حتی یتیم۔ اسی مقام میں رد المحتار (فصل فی اسقاط الصوم) میں بھی یہ مسئلہ اسقاط واضح و مفصل بیان ہے۔ کبیری میں ہے۔ ومن مات و علیہ صوم و صلوة فاوصی بمال معین یعطى لكفارة صلوته لزم و یعطى لكل صلوة كالفطرة وللوتر كذلك و کذا بصوم كل يوم وانما يلزم تنفیذها من الثلث وان لم یوصی و تبرع به بعض الورثة وان كان الصلوة كثيرة و الحنطة قليلة یعطى ثلاثة اصوع عن صلوة يوم و ليلة مع الوتر مثلاً لفقیر ثم یدفعها الوارث الیہ و هكذا یفعل مرآة حتی یتوسعب الصلوة و یجوز اعطائها لفقیر واحد دفعة بخلاف كفارة الیمین والظهار والا فتاد بلا عذر۔

صفحہ ۴۹ فصل قضاء الفوات (فتاویٰ عالمگیری) میں ہے۔

اذا مات الرجل و علیہ صلوة فائنة فاوصی بان تعطى كفارة صلوته نصف صاع حنطة ولو دفع جملة الی فقیر واحد جاز بخلاف كفارة الیمین و كفارة الظهار والا فطار و فی الواجبة لو دفع عن خمس صلوة تسع امانان لفقیر واحد لانہ یجوز من اربع صلوة ولا یجوز من صلوة الخامسة صفحہ (۱۲۵ ج ۱) باب (قضاء الفوات) کذا فی جامع الرموز شرح مختصر الوقایہ (ج ۱ ص ۴۱۳) فتاویٰ براہنہ میں ہے یکے وفات یافت و بروے چند نماز است و او وصیت بکفارہ کردہ وارث اواز ہر نماز فرض نیم صاع گندم دہد از ثلث مال او و اگر مالے نگذاشته نیم قرض گیرد و بفقیرے دہد و این را بوعے نقد باز او بوعے دہد و ہم چنین تا تمام شود و اگر ہمہ یک فقیر را دہد درست است و اگر از یک نماز برائے دو فقیر دہد روانہ صفحہ ۳۳۶۔



## طحاوی صفحہ ۳۰۸ ج ۱

میں ہے فما يفعل الان من تدوير القرآن مع الفدية الكفارة بين الحاضر و كل يقول الاخر وهبت لك هذا الدراهم للاسقاط ما على ذمة فلان من الصلوة والصيام ويقبل الآخر صحيح صفحہ ۳۰۸ ج ۱۔

یوں ہی فتاویٰ سمرقندی میں ہے۔ عن ابن عون عن عبد الله قال قال عمر رضی اللہ عنہ ایہا المؤمنون اجعلوا القرآن وسیلة الی نجات موتکم فتحلقوا وقولوا اللهم لهذا المیت بحرمة القرآن وتنا ولوا بايديکم متناوبة و فعل عمر رضی اللہ فی اخر خلافة لامرأة ملقبة بحسینة بنت عوبد زوجة ملاح بجزء من القرآن من مالی الی عمه يتساء لون فی خلقة عشرين رجلاً وما شاع ذلك فی خلافة عثمان رضی اللہ عنہ لا نکار مروان انتهی وقد شاع فی زمان هارون الرشید صفحہ ۱۹۹ ج ۳۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اے مومنو اپنے موتا کے لئے قرآن پاک کو خالقہ باندھ کر وسیلہ بناؤ اور دست بدست ایک دوسرے کو پکڑاؤ اور منہ سے کہو اے اللہ بحرمت اس قرآن پاک اس میت کے گناہ معاف فرما اور سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی آخر خلافت میں ایک عورت جو حسینہ بنت عوبد کے القاب سے ملقب تھی اس کی وفات پر بیس مردوں کے حلقہ میں مالی لا اعبد الذی سے لے کر تسامع يتسناون تک پڑھ کر حیلہ کیا اور سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مروان کی شرارت سے شائع نہ ہوا اور پھر ہارون الرشید کے زمانہ میں مشہور ہوا اب وہابی خبیثاء اپنے ہم مشرب مروان کی طرح مٹانے کی کوشش کرتے رہے ہیں لیکن ان کی سرکوبی کے لئے رب العزت نے کوئی نہ کوئی خفی ہارون الرشید کی طرح پیدا کر ہی دیا۔

متذکرہ بالا فتادون یعنی تذکرہ السلوک و شامی و کبیری و عالمگیری و جامع الرموز۔

وفتاویٰ برہنہ و طحطاری و خلاصۃ الفتاویٰ وغیرہ کتب کی عبارتیں جو نقل کی گئی ہیں ان کا خلاصہ ترجمہ و مطلب یہ ہے کہ اسقاط و حیلہ بدیں ہیئت یعنی نقد و جنس بمع قرآن پاک تین مرتبہ گھمایا جاوے کہ یہ امر خیر میت کے لئے موجب کفارہ صوم و صلوة ہے مزید بریں اگر میت کی حالت علالت میں کچھ نماز روزے فوت ہو گئے اور میت نے اس قدر مال بھی نہ چھوڑا کہ اس کی تہائی سے کفارہ نماز روزہ کا ادا ہو سکے اور میت کفارہ کی وصیت بھی کر مرے تو ولی پر لازم ہے کہ بدلے ہر نماز روزہ کے اور اسی طرح بعض نماز و ترکے آدھا آدھا صاع گیلہوں فقیروں کو دے اور اگر تہائی مال میت اتنا نہ ہو یا اس نے وصیت نہ کی اور ولی میت اپنی طرف سے اس کا کفارہ دینا چاہیے گو اس پر لازم نہیں۔ مگر سب نماز روزے فوت شدہ کا کفارہ نہ دے سکے تو اندریں صورت اس مال کو تین چار بار بقدر ضرورت فقراء میں گھماوے اس طرح کہ ولی ایک کو بخشے وہ دوسرے کو دوسرا تیسرے کو علیٰ ہذا القیاس یہاں تک کہ وہ مال اس کے تمام روزے نماز فوت شدہ کے مقدار کو پہنچ جائے تو موجب ثواب ہے اور اگر میت نے باوجود مالدار ہونے کے وصیت نہ کی یا مقدار کفارہ سے کم مال کی وصیت کی تو میت مذکور گنہگار رہے گا یہ خلاصہ ہے تمام نصوص مذکور کا اور (جامع الصغیر للسیوطی) میں ہے عن محمد بن منکدر و عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو ان الصدقة جرت علی ید سبعین الف لکان اجر اخرهم مثل اجر اولهم (صفحہ ۱۹۹ ج ۳)

فتاویٰ (سمرقندی) میں اور بھی ہے عن عبد الرحمن ابن ابی بکر انہ او جد دور القرآن الکرم فی زمان عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان القرآن شافع علی المؤمنین حیاتیاً و بعد ممات یوں ہی جناب مولانا مولوی ابو محمد دیدار علی شاہ صاحب مرحوم امیر انجمن حزب الاحناف نے اپنے رسالہ تحقیق المسائل میں اس مسئلہ کو مدلل بیان فرمایا ہے۔



## خلاصہ

جواب یہ ہوا کہ حیلہ مروجہ موسومہ باسقاط جائز و درست ہے اس کا منکر پرلے درجے کا گمراہ ہے دین بد مذہب ہے۔ ہذا ما عندی واللہ اعلم۔

## جواب سوال دوم

اقول وبالله التوفیق رب زدنی علماً۔ جماعت ثانی بعد جماعت اول جائز ہے شامی و فتاویٰ ہندیہ و قاضی خاں و خلاصۃ الفتاویٰ و جمیع کتب فقہ میں مصرح ہے کہ جماعت ثانی بے اذان و بے اقامت محراب سے دائیں یا بائیں ہٹ کر بلا کراہیت جائز ہے ہاں باذان و اقامت جدید ہیئت سابق جماعت ثانی مسجد محلہ میں مکروہ ہے اور شارع عام کی مسجد میں باذان و اقامت جدید ہیئت سابق بھی مکروہ نہیں یوں ہی بہار شریعت میں جمیع فتاویٰ کا خلاصہ مذکور ہے۔ (صفحہ ۱۳۰ ج ۳)

(اعلیٰ حضرت جناب مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب نے اپنے رسالہ قطوف الدانیہ میں اس جماعت ثانی کے جواز میں مکمل تفصیل فرمائی ہے) فسان شست زیادة التحقیق فانظر فیہ۔

## جواب سوال دوم

دعا بعد نماز جنازہ بلا ریب و عیب جائز و درست و مشروع ہے محیط میں ہے۔ الدعاء بعد صلوة الجنائزہ جائز لان الدعاء مخ العبادة۔ دعا اور نماز جنازہ جائز ہے اس لئے کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ اور نماز جنازہ بھی عبادت ہے حدیث شریف میں ہے۔ اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا له الدعاء۔ واللہ اعلم۔ لا یصلی الامام فی الموضع الذی صلی فیہ حتی یتحول (رواہ ابو داؤد مشکوٰۃ ص ۹۱/۱۲۶) جب تم میت پر نماز پڑھ لو تو پھر اس کے لئے خالص دعا مانگو۔

## جواب سوال چہارم

اقول بتحقیقہ و اجول بتدقیقہ۔ شریعت مطہرہ میں میت کی کفنی پر کلمہ شہادت یا کلمہ توحید یا عہد نامہ لکھنا درست ہے اس کا منکر وہابی بد مذہب ہے۔ امام ترمذی بن علی و امام بخاری نے نوادر الاصول میں روایت کی ہے کہ خود حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ من کتب هذا الدعاء وجعله بین صدر المیت و کفنه فی رقعة لم ینلہ عذاب القبر ولا یری منکراً ولا نکیراً و هو هذا لا اله الا الله والله اکبر لا اله الا الله وحده لا شریک له لا اله الا الله له الملك وله الحمد لا اله الا الله ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔ ترجمہ: جو شخص اس دعا کو کسی پرچہ پر لکھ کر میت کے سینہ پر کفن کے نیچے رکھ دے اسے عذاب قبر نہ ہوگا اور نہ اسے منکر نکیر نظر آئیں گے امام فقیہ ابن عقیل نے اسی دعا و کلمہ شہادت کی نسبت لکھا ہے۔ اذا کتب هذا الدعاء او الشهادة فی کفن المیت دفع الله عنه العذاب الی یوم ینفخ فی الصور۔ ترجمہ: جب یہی دعا مذکور و کلمہ توحید میت کے سینہ پر لکھی جائے اللہ تعالیٰ قیامت تک اس میت سے عذاب اٹھا دے گا۔ امام ابن حجر مکی نے اپنے فتاویٰ میں اسی کلمہ شہادت کے متعلق لکھا ہے من کتب کلمة الشهادة وجعله بین صدر المیت او کتب علی کفن المیت لا ینال عذاب القبر ولا ینالہ منکر او لا نکیر اولہ شرح عظیم۔ ترجمہ: جس نے کلمہ شہادت لکھ کر میت کے سینہ پر رکھا یا کفن پر لکھا اس میت کو عذاب قبر نہ ہوگا اور نہ اس کے پاس منکر نکیر آئیں گے اور اس کا بیان بہت لمبا ہے۔ حضرت بتول زہرا رضی اللہ عنہا نے اپنے انتقال کے قریب امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اپنے غسل کے لئے پانی رکھوایا پھر غسل فرمایا پھر کفن منگوا کر پہنا اور حنوط کی خوشبو لگائی پھر مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کو وصیت فرمائی کہ میرے انتقال کے بعد میرا منہ کوئی نہ کھولے اور مجھے اسی کفن میں دفن کر دیا جائے۔ میں نے پوچھا کسی اور نے بھی ایسا کیا ہے فرمایا ہاں کئی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے کفن کے کناروں پر لکھا



لا اله الا الله محمد رسول الله یوں ہی کتاب الاحسان میں ہے۔ ذکر امام الصفار لو کتب علی جبهة الميت او علی عما مته او علی کفنه کلمة الشهادة یرجى ان یغفر الله له ویجعلہ امنا من العذاب القبر۔ ترجمہ: امام صفار نے ذکر فرمایا اپنی کتاب میں کہ اگر میت کی پیشانی پر یا عمامہ پر یا کفن پر کلمہ شہادت لکھا جائے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میت کی مغفرت فرمادے گا اور قبر میں میت کو عذاب سے امن ہو جائے گا اور درمختار میں ہے۔ لو کتب علی الجبهة الميت او کفنه او عمامته کلمة الشهادة یرجى ان یغفر الله للمیت و او علی بعضهم ان یکتب فی جہتہ او صدرہ بسم الله الرحمن الرحیم ففعل ثم رؤی فی المنام فسئل فقال لما وضعت فی القبر جاء تنی ملائكة فلما رآا مکتوبا علی جہتہ بسم الله الرحمن الرحیم قالوا امت من عذاب الله۔ ترجمہ: درمختار میں ہے اگر لکھا جائے میت کی پیشانی پر یا کفن پر یا عمامہ پر امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میت کو بخش دے گا۔ (حکایت) کسی شخص نے قبل از وفات وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میری پیشانی پر یا سینے پر بسم الله الرحمن الرحیم لکھ دیجو انہوں نے بسم الله شریف حسب الوصیت سینہ میت پر لکھ دی اور دفن کر دیا کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوا میت نے جواب دیا کہ جب میں قبر میں رکھا گیا اور میرے سینے پر فرشتوں نے بسم الله شریف لکھی ہوئی دیکھی تو کہنے لگے تو عذاب خدا سے امن میں ہو گیا یوں ہی فتاویٰ کبیری للمکی میں ہے۔ ان میں ہے واقف بعضهم بانہ قیل یطلب فعلہ لغرض صحیح مقصود فابیحہ وان علم انہ یصیبه نجاست۔ (ترجمہ) اس کی تائید و تاکید میں بعض دیگر علماء سے نقل کیا کہ غرض صحیح کے لئے ایسا کرنا مطلوب و مقصود ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگرچہ معلوم ہو کہ کفن کو نجاست پہنچ جائے یعنی یہ روہے وہابی کے اعتراض کا وہابی سیدھے سادھے مسلمانوں کو یہ دھوکا دیتے ہیں اور بدظن کرتے ہیں کہ کلمہ شہادت کفن پر سخت بے ادبی ہے کہ میت کے متعفن ہوتے وقت کلمہ شہادت ملوث

بہ نجاست ہو جاتا ہے لہذا کبیری للمکی میں اس کا روہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ غرض صحیح میت کی نجات کے لئے یوں کرنا جائز و درست ہے۔ و قد روی انہ مکتوب علی افخاذ افراس فی اصطبل الفاروق رضی اللہ عنہ حبس فی سبیل اللہ۔ ترجمہ: امام نصیر نے فرمایا کہ میت کے ساتھ کلمہ شہادت و عہد نامہ رکھنے کے جواز کی روایت ہے اور بیشک مروی ہوا کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اصطبل میں کچھ گھوڑوں کے رانوں پر لکھا ہوا تھا۔ وقف فی سبیل اللہ اس سے صاف معلوم ہوا کہ جب اصطبل میں تعفن کی جگہ گھوڑوں کی رانوں پر اللہ کا لفظ لکھنے میں بے ادبی نہیں اظہار وقف کے لئے تو یہاں بھی میت کو عذاب قبر سے بچاؤ کے لئے کفن پر لکھنا بے ادبی نہیں سبحان اللہ وہابی کے بیہودہ اعتراض کے رد میں کیا دندان شکن جواب ہوا۔ شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم نے اپنی کتاب قول الجلیل میں درودہ کے وقت یہ آیت والقت ما فیہا و تخلت واذ نت لربہا وحققت لکھ کر عورت کے ران پر باندھنے کا لکھا ہے حالانکہ وہاں نجاست سے ملوث ہونے کا زیادہ خطرہ ہے اور بہت ممکن ہے کہ قادر مطلق مردہ میں جان ڈال کر حساب لینے پر جب قادر ہے تو وہ بعد حساب قبل از متعفن ہونے میت کے اس کلمہ شہادت کو اٹھا لینے اور مٹا دینے پر بھی قادر ہے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر میت متعفن ہی ہوتا ہے۔ بعض بلکہ اکثر ہندگان خدا کا کفن تک خراب نہیں ہوتا وہ اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں۔ مسلمانوں ان خبیثاء سے دور رہو۔ ان کے ہاں یا رسول اللہ کہنا کفر ہے۔ ان کے ہاں یا رسول اللہ کہنا درود شریف پڑھنا اولیاءوں کے مزار پر جانا۔ مدینہ منورہ جانا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کو جانا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شہید اللہ کہنا یہ سب شرک و فکر ہے۔ یہ خبیثا چاہتے ہیں کہ پرانے رسوم اسلام مٹا دئے جائیں یہ لوگ ذیاسب فسی ثیاب۔ یعنی کپڑوں میں بھیڑے ہیں۔ ان کی امامت ناجائز ان کو مسجد سے فوراً نکالا جائے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے درمنثور جلد سوم میں یہ حدیث نقل فرمائی۔ قال قام رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة خطيبا فقال قم يا



فلان فاخرج فانك منافق فاخرجهم باسمائهم وفضحهم - ترجمہ: یعنی جمعہ کے دن عین خطبہ کی حالت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انھیں اے فلان اس لئے کہ تو منافق ہے نکل جا مسجد سے نام لے لے کر حضور نے منافقین کو مسجد سے نکالا اور ان کو رسوا و ذلیل کیا۔ پس ثابت ہوا کہ آیت کریمہ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ایسے مفسدوں اور بدباظین کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ یہی لوگ مسجدوں میں آ کر فتنہ و فساد برپا کرتے ہیں اور مسجدوں کو برباد و خراب و غیر آباد کرتے ہیں۔ اب نصف النہار کی طرح واضح ہو گیا کہ ان خبیثاء کو مسجدوں سے نکالنا عین سنت رسول اللہ ہے اور جو لوگ ان بے دینوں کی حمایت کرتے ہیں وہ بھی سخت جاہل ہیں۔ امام وہ ہو سکتا ہے جو سنی حنفی صحیح العقیدہ معتقد بزرگان دین ہو۔ ارشاد باری ہوتا ہے۔ فلا تقعدوا بعد الذکر مع القوم الظالمین۔ وہابیہ بدعتی فاسق ہیں۔ ان کی اقتدا ہی ناجائز ہے۔ مسلمانوں ان سے دھوکا نہ کھاؤ۔ لا یلذع المؤمنون سحر موتین۔ یہ وہابیہ قسمیں اٹھا کر شیطان کی طرح اپنے آپ کو سنی حنفی بتاتے ہیں۔ وقاسمهما انی لکما لمن الناصحین۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک واعظ کو جو ناخ منسوخ کو نہیں جانتا تھا مسجد سے نکال دیا تھا (تفسیر عزیزی) اشباہ والنظائر میں ہے کہ موذی کو مسجد میں آنے سے منع کرنا چاہیے۔ منقول از نصر المقلدین تمام علماء کا اتفاق ہے کہ یہ وہابیہ منافق تقیہ باز ہیں ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار انہی وہابیہ خبیثا کے متعلق جمع فتاویٰ میں اور فتاویٰ ہرازیہ میں۔ مصرح ہے کہ من شک فی کفرہم وعذابہ فقد کفر جو ان وہابیہ کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسوں کے حق میں فرمایا: ایہم وایاکم لا یضلونکم ولا یفتونکم (الحديث) ترجمہ: اپنے آپ کو ان سے دور رکھو اور ان کو اپنے سے دور کرو دوسری حدیث شریف میں ہے۔ فلا تحالسوہم ولا تشاربوہم ولا توالکلوہم ولا تناکحوہم نہ ان کی مجلس کرو نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو نہ ان سے بیاہ شادی کرو۔ بلکہ علمائے ثقافت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ان

کی اقتدی کیا بلکہ جس جماعت میں ایک بھی وہابی ہو سب جماعت کی نماز ناجائز ہے۔

سوال: مولوی صاحب وہابی کون ہوتے ہیں؟

جواب: محمد ابن عبد الوہاب نجدی کے پیرو ہیں۔

سوال: کیا ان کے کوئی اور القاب بھی ہیں؟

جواب: ہاں جی ان خبیثا کے چار القاب ہیں۔ وہابی نجدی، اہل حدیث، غیر

مقلد۔

سوال: مولوی صاحب ان القاب کی وجہ تسمیہ کی کیا ہے؟

جواب: ان کو وہابی اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ اپنے ابا جان محمد ابن عبد

الوہاب نجدی بد مذہب کے مذہب پر ہیں۔ ان کو نجدی اس لئے کہتے ہیں کہ نجدی خبیث کے مذہب پر ہیں۔ اہل حدیث ان کو اس لئے کہتے ہیں کہ اصلی ان خبیثاء کا نام اہل خبیث تھا انہوں نے شرم کے مارے اپنا نام اہل خبیث کا ہم وزن اہل حدیث رکھ لیا ہے تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ یہ لوگ حدیث کے عامل اور حدیث کے جاننے والے ہیں اور غیر مقلد ان کو اس لئے کہتے ہیں کہ انہر رابعہ میں سے کسی امام کے پیرو و مقلد نہیں۔

سوال: مولوی صاحب ان کا عقیدہ کیا ہے؟

جواب: ان خبیثاء کا عقیدہ یہ ہے کہ فقہ حنفی شافعی مالکی حنبلی کو نہیں مانتے ان

چاروں اماموں کے تبعین کو مشرک بدعتی جانتے ہیں۔ سواد اعظم جن کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اتبعوا اسود الاعظم فانہ من شد شد فی النار ان کو بدعتی کہتے ہیں۔

سوال: مولوی صاحب جو اجتہاد ائمہ اربعہ کو نہ مانے اس کے متعلق شرعی حکم کیا

ہے۔

جواب: فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ اجتہاد کا جو منکر ہو قطعاً کافر خارج از اسلام

ہے۔



سوال: مولوی صاحب ان وہابیوں کے کچھ اور بھی عقیدے ہیں تو وہ بھی بتائیے۔

جواب: جی ان بدعقیدوں کے عقائد کی فہرست تو بے شمار ہے مگر چند عقیدے ذکر کئے دیتا ہوں ان کے ہاں یا رسول اللہ کہنا درود شریف پڑھنا اولیاء اللہ کو ماننا ان کی مزاروں پر جانا مجلس میلاد شریف کرنا شرک و کفر ہے اور رفع الیدین کہنا آمین بالجہر کرنا سینے پر ہاتھ رکھنا بے منظور کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی کہنی پر اور بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ کی کہنی پر رکھنا ان کے ہاں جائز و درست ہے دونوں پیروں کو بہت پھیلا کر کھڑا ہونا ان کے ہاں جائز ہے۔

سوال: وہابیہ نماز میں کیسے کھڑے ہوتے ہیں؟

جواب: جیسا اونٹ پیشاب کرتے وقت ٹانگیں پھیلا کر کھڑا ہوتا ہے۔

سوال: محمد ابن عبد الوہاب نجدی تو نجد میں ہندوستان میں وہابیت کون لایا۔

جواب: مولوی اسماعیل دہلوی جس کو شہید کہتے ہیں یہ محمد ابن عبد الوہاب نجدی کی تصنیف کتاب التوحید لایا اور اس کی شرح تقویۃ الایمان لکھی جو فی الحقیقت تقویۃ الایمان ہے۔ محمد اسماعیل دہلوی کے اذناں سید احمد بریلوی عبد اللہ غزنوی جن کے پودے امرتسر اور لاہور چینی والی مسجد میں لگے ہوئے ہیں اور اسماعیل دہلوی کی ذریت شمالی پہاڑوں کے پیچھے مجاہدین کے نام سے چرکنڈ وغیرہ میں چھپے بیٹھے ہیں۔

سوال: یہ مجاہدین کب سے شمالی پہاڑوں میں آ کر بیٹھے۔

جواب: شاہ شہاب الدین عالمگیر ثانی کے زمانہ میں اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں۔

سوال: اسماعیل شہید کی ذریت جن کو مجاہدین کہتے ہیں چرکنڈ وغیرہ کیسے پہنچے۔

جواب: اسماعیل دہلوی نے دہلی کے بادشاہ کے مقابلے میں شکست فاش کھا کر لاہور آ کر رنجیت سنگھ سے مدد مانگی۔ رنجیت سنگھ نے انکار کیا پھر پشاور مع اپنے چیلوں

کے ساتھ افغانوں سے مدد مانگی۔ مولوی حافظ دراز صاحب نے جن کا حاشیہ قاضی مبارک پر ہے۔ اس کو مناظرہ میں شکست فاش دے کر ذلیل و خوار کیا۔ افغانوں کو بتا دیا کہ یہ وہابی ہے وہاں سے پٹھانوں کے خوف سے ہزارہ کے پہاڑوں سے بھاگتا ہوا بالاکوٹ میں کسی پٹھان نے مار ڈالا پھر حکومت برطانیہ کی آزادی میں ترقی پکڑ گئے اگرچہ علماء احناف نے ان کو وقتاً فوقتاً بے حد ذلیل کیا مگر آزادی کی وجہ سے ان ضیاع کا قلع قمع نہ ہوا۔

سوال: قاضی میر عالم و مٹی سکندر پورہ الا کیسے عقیدہ کا آدمی تھا۔

جواب: وہ بھی وہابی ہی تھا یہ ہے خلاصہ عقائد وہابیہ کا۔



## تقریظ و تصدیق

شیخ الحدیث استاد العلماء سید المناظرین ابوالبرکات سید احمد صاحب

ناظم دارالعلوم مرکزی انجمن حرب الاحناف لاہور پاکستان

حیلہ مروجہ اسقاط صوم و صلوة کے جواز و اباحت و استحسان میں اصلاً کلام نہیں بلاشبہ بطریقہ مذکور مسطور جائز و مباح بلکہ مستحسن ہی جیسا کہ محیب لبیب حضرت مولانا مولوی مفتی محمد غلام جان صاحب قادری رضوی ہزاروی ثم لاہوری نے متعدد حوالجات کتب مستندہ و معتبرہ فقہ سے اور نیز مستند علماء احناف کے رسائل سے مسئلہ کی تائید فرمائی ہے۔ فقیر حقیر کا بھی یہی مسلک ہے۔ محیب حبیب نے مسئلہ کی وضاحت فرماتے ہوئے تصریح فرمادی ہے کہ میت اگر مستطیع و متمول ہے تو اس کو اپنی نماز و روزہ کے فدیہ کے متعلق وصیت کرنا واجب ہے اور وراثہ پر واجب ہے کہ اس کے ترکہ سے ایک تہائی میں سے ہر نماز و ہر روزہ کے عوض نصف صاع گندم یا ایک صاع جو فقیر و مسکین کو بطور تملیک دیں ورنہ گناہگار مرے گا۔ اور جب کہ اس نے وصیت بھی نہیں کی یا وہ ناچار تو تبرعاً اور تطوعاً و ترجماً و رفاً جلد مروجہ پر عمل کریں فقراء مسکین یکے بعد دیگرے نقد و جنس وغیرہ اشیاء کو ایجاب قبول کرتے اور ایک دوسرے کو تملیک کرتے اور اس کا ثواب میت کو بخشے چلیں تو امید سبکدوشی ہے اور تبدل ملک سے حکم عین بھی بدل جاتا ہے۔ جیسا کہ نور الانوار میں مصرح ہے اس مسئلہ کی توضیح جاء الحق میں بھی ہے جماعت ثانیہ علی ہیئت الاول نہ ہو تو بلاشک و شبہ جائز و درست ہے بلکہ حدیث مشکوٰۃ سے ثابت ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس کے جواز میں رسالہ القطوف الداعیہ تصنیف فرمایا دعا بعد نماز جنازہ جب کہ اہل سنت و جماعت کا معمول ہے اور تمام بلاد اسلامیہ میں مروج ہے تو بلاشبہ جائز ہے

ممانعت کی کوئی وجہ نہیں جب کہ نماز سے فارغ ہوتے ہی صفیں منتشر و متفرق ہو جاتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا له الدعاء رواہ ابوداؤد و ابن ماجہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ (مشکوٰۃ) اس حدیث میں فاخلصوا له فرمایا ہے اور اہل علم پر مخفی نہیں کہ ف تعقیب و وصل کے لئے حقیقت ہے لہذا بعد دعا الصلوٰۃ باخلاص کی اباحت مستفاد ہوتی ہے۔ نیز مبسوط میں ہے۔ ان سبقتموا بالدعاء واللہ تعالیٰ اعلم فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد عفی عنہ ناظم دارالعلوم مرکزی انجمن حرب الاحناف پاکستان لاہور۔



## تقریظ و تصدیق مصنف اوراقِ غم و دیگر تصانیف کثیرہ

علامہ سید ابوالحسنات سید المجاہدین محمد احمد صاحب قادری

خطیب مسجد وزیر خان صدر مرکزی جمعیت العلماء پاکستان لاہور

اقول وبالله التوفیق۔ مجیب لیب حضرت مولانا محمد غلام جان سلم الرحمن نے خود بھی وضاحت فرمادی ہے پھر مصدق اول مولانا ابوالبرکات صاحب تصریح کر چکے ہیں۔ پھر مزید توضیح تحصیل حاصل ہے مجیب و مصدق صاحبان نے جس طرح حیلہ مروجہ اسقاط کے ثبوت میں استدلال پیش کئے ہیں بالکل جائز و درست ہیں۔

کتبہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری

خطیب مسجد وزیر خان

صدر مرکزی انجمن جمعیت العلماء لاہور پاکستان

تصدیق و تقریظ ابو الرشید جناب مولانا و بالفضل اولانا مولوی عبدالعزیز صاحب خطیب جامع مزنگ الحمد لله علی باکفا والصلوة والسلام علی رسول محمد المصطفیٰ جو کچھ مولانا و بالفضل اولانا نے بادلہ واضح تحریر فرمایا ہے بالکل صحیح و درست ہے اسی پر اہل سنت و جماعت کا تعامل ہی حضرت علامہ آخریر والفہامۃ الشہیر شیخ الشیوخ الاسناد الشیخ یوسف العزیز الدینی رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہ الانام من کیفیت الصلوۃ والصلیام مطبوعہ مدینہ منورہ رجب ۱۳۳۰ء حیلہ اسقاط کے متعلق ایسا ہی تحریر فرمایا ہے۔ اسی طرح حیلہ اسقاط کی تفصیل و جہز الصراط نے سائل الصدقات والاسقاط میں ہے۔ فتاویٰ عالمگیری کتاب الخلیل میں اور دیگر کتب فقہ میں بحوالہ حدیث و قرآن مسطور ہے۔

جماعت ثانیہ کا ثبوت بطریقہ بالا کبیری و روا الخیار وغیرہ میں موجود ہے اور کفن پر

لکھنا یہی جائز ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے عورت کے درود کے لئے قرآن کریم کی آیت کا لکھ کر ان پر باندھنا بتایا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے زکوٰۃ کے اونٹوں کی رانوں پر لکھنا بھی مذکور و مسطور ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

رحمت حق بھانہ میطلبہ رحمت حق بھانے طلبہ

ہذا ما عندی واللہ ورسولہ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم واحکم کتبہ عبد العزیز اصلح اللہ اعمالہ وحالہ مقیم مزنگ لاہور۔

السجواب حق والحق احق بالاتباع ذلک کذلک وانا مقرب بذلک  
محمد انور سید محمود احمد رضوی

مدرس مدرسہ حزب الاحناف لاہور مدیر ہفتہ وار رضواں لاہور۔

ہذا هو الحق والصواب

محمد عالم

مدرس مدرسہ حزب الاحناف پاکستان لاہور۔

## تذیل

مسلمان پھانسیوں پر گند والے کے سچے شیدا ہو دہائیہ کے مکرو فریب میں نہ آویہ لوگ سبز باغ دکھا کر شیش محل بتا کر پرانے رسم و رسوم شرعیہ کو بدعت بنا کر سیدھے سادھے خفی مسلمانوں کو سیدھے راستے سے ہٹا کر اپنے شیخ نجد کی گیت گا کر مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ اللہ انصاف کرو انصاف کی بات سن کر دل کو صاف کرو دہائیہ سے بچو ایسا کم و ایسا کم لایضلونکم ولا یفتنونکم هذا اراينا ولكم الخیار وما علینا الا البلاغ۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ چون در خانہ کس است یک حرف بس است و آخر دعویٰ ان الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی خاتم النبیین سیدنا ومولانا محمد والہ واصحابہ اجمعین آمین یا رب العلمین۔



## مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

جب داخلی بیت اللہ شریف سے فارغ ہوا تو ملتزم کے نیچے کھڑے ہو کر  
مولوی محمد اعظم صاحب کی میت میں یہ مناجات پڑھی

الہی تو خالق ہے ارض و سما نہیں کوئی خالق تیرے ماسوا  
ہیں محتاج سب اور تجھے ہے غنا فنا ہیں یہ سب اور تجھے ہے بقا

الہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑے ہوں ملول

طفیل محمد جو مطلوب تو محمد سراسر ہے محبوب تو  
کلام اس کی سے خاص مرغوب تو جو منکر ہے اس کا وہ مغضوب تو

الہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑے ہوں ملول

الہی طفیل محمد شفیق طفیل ابوبکر یار صدیق  
جو ہیں ثانی اشہین غار رفیق گناہوں سے گردن کو کر دے عتیق

الہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑے ہوں ملول

طفیل علی شیر خیر شکن اسی طرح عثمان جو ہیں ذوالمنن  
نواسے نبی کے حسین و حسن تو کر مجھ پہ اپنا فضل اور منن

الہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑے ہوں ملول

شفاعت محمد مجھے ہو نصیب لوائے حمد بھی مجھے ہو قریب  
بہی چاہتا ہوں میں کہ روز حبیب محمد کو کر دے تو میرا طیب

الہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑے ہوں ملول

جواب نکیریں آسان ہو تنگی قبر سے امن و آمان ہو  
میری خاتمہ آخر ایمان ہو ادھر کا سفر مجھ پہ آسان ہو

الہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑے ہوں ملول

غریب اور مسکین ہوں بے نوا نہ فریاد رس کوئی تیرے سوا  
تجھ ہی سے عرض کرتا ہوں اے خدا مجھے علم و عرفان کر دے عطا

الہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑے ہوں ملول

مجھے باطنی علم محصول ہو مجھے علم معقول و منقول ہو  
اسی پر عمل کرنا معمول ہو میرا نور سے سینہ مقبول ہو

الہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑے ہوں ملول

میرے بھائی ماں باپ اور اقربا اسی طرح اصحاب احباب ما  
یہی ہے دعا میری صبح و ما محمد پہ کر دے تو ان کو فدا

الہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑے ہوں ملول

عزیز و طفیل و جو ہیں اخویاں وسیع سید ہر دو جو ہیں فدویان  
میرے ہر دو ماموں جو خورد و کلاں سعید و غنی سب کو کر حکمران



الہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑے ہوں ملول

بیتجہ میرے مولوی و حبیب پھر محبوب یہ سب ہیں میرے نقیب  
پھر ان کو جو اولاد ان کے قریب ان سب کو علم اور سخا کر نصیب

الہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑے ہوں ملول

میرا حج ہو مقبول مہرور نیز میرے سب گناہ ہو دیں کافور نیز  
غلامی سے ہو جاؤں سب کا عزیز میری خاتمہ ہووے بالآخر نیز

الہی دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑے ہوں ملول

ملنے کا پتہ

ابوالمنظر مفتی محمد غلام جان صاحب

خطیب و متولی اونچی مسجد ملا خان

اندرون نکسالی دروازہ لاہور



# عشقِ رسول ﷺ کا تقاضا ہے

کہہ جی نبی کریم ﷺ کی عظیم و اعلیٰ تعلیم کے فرمودات پر عمل کریں۔  
 بالخصوص بیچکانہ بازار، جماعتِ اداکریں اور مسجد میں  
 داری شریف رکھیں۔ کوئٹہ میں خاتونِ بہت سید فاطمہ زہراؑ اور محمدؐ  
 کے طریقہ پر عمل کرتے ہوئے پسردہ و حیا اختیار کریں۔